REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۳ | سیرۃ النبی صلعم نمبر | شمارہ ۱۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

زرِ اشتراک
سالانہ .... ۱۰ روپے
ممالکِ غیر .... ۲۰ روپے

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:۔ جاوید اقبال اختر

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ | ۴ شہادت ۱۳۵۳ ہش | ۴ اپریل ۱۹۷۴ء

ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سچائی کے اظہار کے لئے مجدّدِ اعظم تھے!

سب سے کامل انسان اور کامل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں!

ملفوظات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

(۱)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہارِ سچائی کے لئے ایک مجدّدِ اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دُنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولا اُتار کر توحید کا جامہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ اور دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔

پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدمِ ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرتِ انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴، ۵ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۴ء)

(۲)

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے رُوحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا .... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا۔ اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا۔ جس سے رُوحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں! اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دُنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دُنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دُنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح بن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ اُن کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالےٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دُنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔"

(اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۵ء)

ہفت روزہ بدر قادیان سیرۃ النبی نمبر
مورخہ ۴ شہادت ۱۳۵۳ ہش

وادیٔ مکہ سے آفتابِ رسالت کا طلوع

۱۲ ربیع الاول کا دن فی الواقع بڑا ہی مبارک دن تھا جب وادیٔ مکہ سے آفتابِ رسالت کا طلوع ہوا۔ اور خوش نصیب آمنہ کی گود اس عظیم نور سے منور ہوئی جس کے ذریعہ وہ تمام ظلمتیں بتدریج کافور ہوگئیں جو ساری دنیا پر محیط ہو کر ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (الروم۔ آیت) کا عجیب منظر پیش کر رہی تھیں۔

آج سے ٹھیک پندرہ سو سال قمری سال قبل ہر طرف پھیلی ہوئی ضلالت و گمراہی کے سبب دنیا کی جو صورتِ حال بن چکی تھی، اس کا پورا پورا نقشہ سورۃ الروم کی مذکورہ بالا آیۃ کریمہ میں بڑی ہی جامعیت کے ساتھ کھینچ دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی وجہ بھی بتادی کہ یہ صورت لوگوں کی اپنی ہی بد اعمالیوں اور بدکرداریوں کا لازمی نتیجہ تھی۔ اور اب وقت آگیا تھا کہ انہیں جھنجھوڑا جائے اور سیدھی راہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اسی غرض سے انہیں ایک ایسی کتاب دی گئی جو ان کے لئے ہر قسم کی عزت و شرف کا خزانہ تھی۔ مگر کتاب کے اوّل المخاطبین کی نادانی اور جہالت کا یہ عالم کہ

فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ (حٰم سجدہ آیت ۵)

ان میں سے اکثر نے اعراض کیا وہ اس کو سننے کو بھی تیار نہ ہوئے۔ بایں ہمہ رحمتِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی اس بے رخی سے نہ تو دلگرفتہ ہوئے اور نہ ہی فرضِ منصبی کی بجا آوری میں کسی طرح کی کوتاہی کی۔ بارگاہِ ربّ العالمین سے حکم ملا تھا کہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ آیت ۶۸)

اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو کلام بھی تجھ پر اُتارا گیا ہے اُسے لوگوں تک پہنچا۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کا پیغام بالکل نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھیگا۔

اس ارشادِ ربّانی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اس بات پر گواہ ہے کہ حضور نے پیغامِ حق پہنچانے میں نہ رات دیکھی نہ دن۔ دل میں بس ایک ہی لگن تھی کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ مخلوق تک جلد سے جلد اور بہتر سے بہتر طریق پر پیغامِ الٰہی پہنچے۔ حضور نے اس خدمت کو اس درجہ کمال تک پہنچا دیا کہ خدا تعالیٰ نے عرش سے الہاماً فرمایا :-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء آیت ۳)

شاید کہ تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ کہ وہ کیوں ان باتوں کو مان نہیں لیتے۔ جو تم ان کے سامنے پیش کرتے ہو۔ آیت کریمہ کے یہ الفاظ بنی نوع انسان کی خیر خواہی اور غم خواری کے بے نظیر جذبہ کی عکاسی کرتے ہیں جو حضور کے قلبِ مبارک میں ایک بے پناہ جوش و ولولے کے ساتھ ہر وقت موجود تھا۔ اور ساتھ کے ساتھ بارگاہِ ربّ العالمین کی طرف سے حکم کی ما تحتی اطاعت کے لئے شدید قسم کا احساسِ ذمہ داری، جس کے نتیجہ میں حضور نے اپنی صحت اور اپنے آرام کو اس راہ میں قُربان کر دینے سے دریغ نہ کیا ـــ!!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمدردیٔ خلائق کے اسی پس منظر میں ذرا آپ کے مخاطبین کا آپ سے برتاؤ بھی ملاحظہ ہو :- مکہ والوں نے اپنے سچے خیر خواہ اور محسن حقیقی کو تکلیف دہی کا کوئی بھی ممکن موقع ہاتھ سے جانے دیا؟ اور ایذا رسانی کا کوئی بھی ذریعہ عمل میں لانے سے دریغ کیا؟ نہیں، ہرگز نہیں!! گالیاں آپ کو دیں۔ دلآزار فحش کلامی آپ کے لئے روا رکھی گئی۔ رستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ سر پر گند ڈالنے کی گھنونی حرکات کی گئیں۔ پتھر مار مار کر لہولہان کیا گیا۔ کوئی بتائے آخر آپ نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟ بگاڑنا کیا تھا۔ آپ تو انہیں فرش سے عرش تک پہنچا دینا چاہتے تھے۔ انہی کی فلاح و بہبود کی باتیں سُناتے۔ گندی زندگی کو ترک کرکے پاک و مطہر زندگی گزارنے کے ایسے طریق بتاتے جس سے وہ دنیا میں معزز و مکرم بن جائیں اور عاقبت میں بھی سرخرو ہو جائیں۔ بھلا یہ باتیں کس پہلو سے انہیں برانگیختہ کر دینے والی تھیں؟ آپ کا قصور سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ آپ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے۔ بس اسی بنا پر سب قسم کے ظلم و ستم آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر روا رکھے جاتے رہے۔ ایذا رسانی کا

یہ سلسلہ نہ ایک سال نہ دو سال بلکہ تیرہ [۱۳] سالہ مکی زندگی میں برابر چلتا رہا ـــ!!

مخالفت کے گھٹا ٹوپ بادل آفتابِ صداقت کو اپنے دامن میں چھپا لینے کی پوری کوشش کرتے رہے لیکن اس کی زندگی بخش شعاعیں مکہ سے بہت دور مدینہ میں پہنچنے لگیں۔ اور یکے بعد دیگرے اس جگہ ایک خاصی تعداد سعید روحوں کی اپنے سینوں کو نورِ محمدی سے منور کرنے لگی۔ ادھر اہلِ مکہ کا ظلم و ستم انتہا کو پہنچا۔ جو مبارک وجود شہرِ مکہ کی آبادی کا اصل مقصود تھا، افسوس! اہلِ مکہ نے اسی کو مکہ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔

آخر خدائی حکم اور اجازت سے جس رات آپ نے ہجرت کی خاطر اس سرزمین سے قدم باہر نکالا تو آپ کے قلبی احساسات کی عجیب کیفیت تھی۔ رخصت ہوتے وقت آپ نے آخری بار مکہ پر نگاہ ڈالی اور افسوس کے ساتھ فرمایا :-

"اے مکہ کی بستی! تُو مجھے بہت پیاری تھی۔ مگر کیا کروں تیرے رہنے والے آج مجھے اُس جگہ ٹھیرنے نہیں دیتے"!

بایں ہمہ ایسے مخالفین کے لئے بھی آپ کے دل میں خیر خواہی کے جذبات بھرے تھے۔ اور اُن کے حق میں دعائیں ہی فرماتے تھے ؎

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے ؎ میں اُس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

بہر حال جس کس مپرسی کی حالت میں آپ کو اپنا محبوب شہر مکہ چھوڑ دینے پر مجبور کیا گیا یہ ایک درد انگیز کیفیت تھی۔ اسی کیفیت کا احساس کرتے ہوئے آپ کے عاشقِ صادق حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے قلبی واردات کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

تَذَكَّرْتُ يَوْمًا فِيهِ أُخْرِجَ سَيِّدِي
فَفَاضَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ مِنِّي بِمُنْتَدَى

جب مجھے وہ دن یاد آیا کہ جس میں میرے سید و مولا اپنے وطن سے نکالے گئے تھے تو اپنے جذبات پر قابو نہ پاتے ہوئے بھری مجلس میں ہی میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ـــ!!

الغرض اہلِ مکہ کی بدسلوکی اور قدر ناشناسی کے سبب آپ کو اپنے پیارے مولد و مسکن مکہ کو چھوڑ کر اڑھائی سو میل دُور مدینہ کی طرف کوچ کرنا پڑا۔ اگرچہ وہاں پہنچتے ہی آپ کو فدائیوں کی ایک ایسی جماعت مل گئی جو دنیا میں اپنی نظیر آپ تھے۔ لیکن کینہ پرور دشمن نے آپ کو اس جگہ بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا ـــ دور منزلیں مارتا ہوا بار بار مدینہ پر حملہ آور ہوتا رہا ـــ!! اور ہر بار منہ کی کھانے کے باوجود معاندانہ کارروائیوں سے باز نہ آیا۔ حتیٰ کہ ایک بڑی سازش کے تحت سارے عرب قبائل مدینہ پر چڑھ آئے۔ مگر جس خدا نے آپ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا اور ہر موقعہ پر آپ کی نصرت و تائید کرتا آیا تھا اس دفعہ بھی وہی بیکسوں اور مظلوموں کی مدد کو آیا۔ اور احزاب کو اپنی بڑی جمعیت کے باوجود ناکام و نامراد ہو کر لوٹنا پڑا ـــ!!

اہلِ مکہ کی شدید مخالفت کے باوجود دینِ اسلام روز بروز مقبولیت حاصل کرتا گیا۔ اسلامی تعلیمات کی تاثیراتِ عظیمہ کے ساتھ ساتھ جو دوسری چیز شدید معاندین کے دلوں کو بتدریج فتح کر لینے کا موجب ہوئی وہ امن و جنگ کی حالتوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کے زبردست نمونے تھے ـــ!! ان کا سب سے بڑا ثمرہ اس روز ظاہر ہوا جب ہجرت کے آٹھویں سال دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آپ بطور فاتح وادیٔ مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ اس انقلابی کیفیت کو دیکھ کر اہلِ مکہ سراسیمہ رہ گئے اور اپنی کالی کرتوتوں کا ایک ایک واقعہ اُن کے دل و دماغ میں گھومنے لگا۔ دل ہی دل میں کہہ رہے تھے، دیکھیں اب ہمارے سابقہ ظلم و ستم کا بدلہ ہمیں کیا ملتا ہے۔ تب رحمتِ عالم اُن سے مخاطب ہوئے اور فرمایا :-

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ مَا تَظُنُّونَ أَنِّي فَاعِلٌ بِكُمْ؟

اے گروہِ قریش! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سے کیا کرنے والا ہوں؟

وہ بولے :

"خَيْرًا. أَخٌ كَرِيمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ"!

شریف بھائی ہو۔ شریف بھائی کے بیٹے، ہم آپ سے نیکی کی توقع رکھتے ہیں۔

اس پر حضور نے جو ایمان افروز آخری فیصلہ صادر فرمایا وہ تاریخِ اسلام میں اپنی نرالی شان رکھتا اور زرّیں آب و تاب سے چمک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا :-

"اِذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" (محاضرات التاریخ للخضری جلد ۱ ص۲)

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

تبرکات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادہ زندگی

رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اُسوۂ حسنہ

ہمارے ہادی اور رہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ رحمۃ للعلمین ہوکر آئے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو کُل دنیا کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ نے ہمارے لئے جو نمونہ قائم کیا وہی سب سے درست اور اعلیٰ ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ہم اس کی نقل کریں۔ آپ نے اپنے طریقِ عمل سے ہمیں بتایا ہے کہ جذباتِ نفس جو پاک اور نیک ہیں۔ ان کو دبانا تو کسی طرح جائز ہی نہیں۔ بلکہ ان کو تو اُبھارنا چاہیئے۔ اور جو جذبات ایسے ہوں کہ اُن سے گناہوں اور بدیوں کی طرف توجہ ہوتی ہو۔ ان کا چھپانا نہیں بلکہ اُن کا مارنا ضروری ہے۔ پس اگر تکلف سے بعض ایسی باتیں نہیں کرتے جن کا کرنا ہمارے دین اور دُنیا کے لئے مفید تھا تو ہم غلط کار ہیں۔ اور اگر وہ باتیں جن کا کرنا دین اسلام کے رُو سے ہمارے لئے جائز ہے۔ صرف تکلف اور بناوٹ سے نہیں کرتے۔ ورنہ دراصل ان کے شائق ہیں۔ تو یہ نفاق ہے۔ اور اگر لوگوں کی نظر دنیا میں عزت وعظمت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو خاموش اور سنجیدہ بناتے ہیں تو یہ شرک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایسا ایک بھی نمونہ نہیں پایا جاتا جس سے معلوم ہو کہ آپؐ نے ان تینوں اغراض میں سے کسی کے لئے تکلف یا بناوٹ سے کام لیا۔ بلکہ آپؐ کی زندگی نہایت سادہ اور صاف معلوم ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اپنی عزت کو لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ عزت و ذلت کا مالک خدا کو ہی سمجھتے تھے۔

دینی پیشواؤں میں تصنع

جو لوگ دین کے پیشوا ہوتے ہیں۔ انہیں یہ بہت خیال ہوتا ہے کہ ہماری عبادتیں اور ذکر دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوں۔ اور خاص طور پر تصنع سے کام لیتے ہیں۔ تا لوگ نہایت نیک ...

اگر مسلمان ہیں تو وضو میں خاص اہتمام کریں گے۔ اور بہت دیر تک وضو کے اعضاء کو دھوتے رہیں گے۔ اور وضو کے قطروں سے پرہیز کریں گے۔ سجدہ اور رکوع لمبے لمبے کریں گے۔ اپنی شکل سے خاص حالت خشوع وخضوع ظاہر کریں گے۔ اور خوب وظائف پڑھیں گے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ سب سے اتقیٰ اور اورع تھے اور آپؐ کے برابر خشیت اللہ کوئی انسان پیدا نہیں کر سکتا۔ مگر باوجود اس کے آپؐ ان سب باتوں میں سادہ تھے۔ اور آپؐ کی زندگی بالکل ان تکلفات سے پاک تھی۔

بچّہ کے رونے پر نماز میں جلدی

ابی قتادہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انی لاقوم فی الصلوٰۃ اُرید ان اطول فیھا فاسمعُ بکاء الصبی فاتجوز فی صلوٰتی کراھیۃ ان اشق علیٰ اُمّہٖ۔ یعنی میں بعض دفعہ نماز میں کھڑا ہوتا ہوں۔ اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز کو لمبا کر دُوں۔ مگر کسی بچہ کے رونے کی آواز سُن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو اس خوف سے کہ کہیں میں بچہ کی ماں کو مشقت میں نہ ڈالوں۔ نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ کس سادگی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم بچہ کی آواز سُن کر نماز میں جلدی کر دیتے ہیں۔ آج کل کے دیندار تو ایسے قول کو شاید اپنی ہتک سمجھیں۔ کیونکہ وہ تو اس بات کے اظہار میں اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ ہم نماز میں ایسے مست ہوئے کہ کچھ خبر ہی نہیں رہی۔ اور گو پاس ڈھول بھی بجتے رہیں تو ہمیں کچھ خیال نہیں آتا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تکلفات سے بری تھے۔ آپؐ کی عظمت خدا تعالےٰ کی دی ہوئی تھی۔ نہ کہ انسانوں نے آپؐ کو معزز بنایا تھا۔ یہ خیال وہی کر سکتے ہیں۔ جو انسانوں کو اپنا عزت دینے والا سمجھتے ہیں۔

جوتیوں سمیت نماز پڑھنا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہٗ سئل اکان النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یُصلّی فی نعلیہ قال نعم۔ یعنی آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جوتیوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپؓ نے جواب دیا کہ ہاں پڑھ لیتے تھے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کس طرح تکلفات سے بچتے تھے۔ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ وہ مسلمان جو ایمان اور اسلام سے بھی ناواقف ہیں۔ اگر کسی کو اپنی جوتیوں سمیت نماز پڑھتے دیکھ لیں تو شور مچا دیں۔ اور جب تک کوئی اُن کے خیال کے مطابق کُل شرائط کو پُورا نہ کرے وہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ آپؐ کا یہ طریق نہ تھا۔ بلکہ آپؐ واقعات کو دیکھتے تھے۔ نہ تکلفات کے پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے طہارت اور پاکیزگی شرط ہے اور یہ بات قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے۔ پس جب جوتی پاک ہو اور عام جگہوں پر جہاں نجاست کے لگنے کا خطرہ ہو۔ پہن کر نہ گئے ہوں۔ تو اس میں ضرورت کے وقت نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ اور آپؐ نے ایسا کرکے اُمتِ محمدیہ پر ایک بہت بڑا احسان کیا کہ انہیں آئندہ کے لئے تکلفات اور بناوٹ سے بچا لیا۔ اس اسوۂ حسنہ سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے جو آج کل ان باتوں پر جھگڑتے ہیں اور تکلفات کے شیدا ہیں۔ جس فعل سے عظمتِ الٰہی اور تقویٰ میں فرق نہ آئے اس کے کرنے پر انسان کی بزرگی میں فرق نہیں آسکتا۔

بن بُلائے دعوت میں آنے والے کے لئے اجازت طلب کرنا

حضرت ابن مسعود الانصاری رضؓ سے روایت ہے قال، کان رجلٌ من الانصار یقال لہ ابوشعیب و کان لہ غلامٌ لحّام فقال اصنع لی طعامًا ادعو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم خامس خمسۃ فدعا رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خامس خمسۃ فتبعھم رجلٌ فقال النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّک دعوتنا خامس خمسۃ وھذا رجلٌ قد تبعنا فان شئتَ اذنتَ لہ و ان شئتَ ترکتہٗ قال بل اذنتُ لہٗ۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص انصار میں تھا۔ اس کا نام ابوشعیب تھا۔ اور اس کا ایک غلام تھا۔ جو قصائی کا پیشہ کرتا تھا۔ اسے اُس نے حکم دیا کہ تو میرے لئے کھانا تیار کر کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ... سمیت کھانے کے لئے بلاؤں گا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا۔ کہ حضورؐ کی ... اور ... دعوت ہے۔ جب آپؐ ان ... پہنچے۔ تو ایک اور شخص بھی ساتھ ہو گیا۔ جب آپؐ اس کے گھر پر پہنچے تو اس سے کہا کہ تم نے ہمیں پانچ آدمیوں کو بُلایا تھا اور یہ شخص بھی ہمارے ساتھ آگیا ہے۔ اب بتاؤ کہ اسے بھی اندر آنے کی اجازت ہے۔ یا نہیں۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت ہے۔ تو آپؐ اس کے سمیت اندر گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کس طرح بے تکلفی سے معاملات کو پیش کر دیتے۔ شاید آپؐ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو چپ ہی رہتا۔ مگر آپؐ دنیا کے لئے نمونہ تھے۔ اس لئے آپؐ ہر بات میں جب تک خود عمل کرکے نہ دکھاتے ہمارے لئے مشکل ہوتی۔ آپؐ نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ سادگی ہی انسان کے لئے مبارک ہے۔ اور ظاہر کر دیا کہ آپؐ کی عزت تکلفات یا بناوٹ سے نہیں تھی۔ اور نہ آپؐ ظاہری خاموشی یا وقار سے بڑا بننا چاہتے تھے۔ بلکہ آپؐ کی عزت خدا کی طرف سے تھی۔

گھر کے اخراجات میں سادگی

آپؐ کی زندگی بھی نہایت سادہ تھی۔ اور وہ اسراف اور غلو جو امراء اپنے گھر کے اخراجات میں کرتے ہیں۔ آپؐ کے ہاں نام نہ تھا۔ بلکہ ایسی سادگی سے زندگی بسر کرتے کہ دُنیا کے بادشاہ اسے دیکھ کر ہی حیران ہو جائیں اور اس پر عمل کرنا تو الگ رہا۔ یورپ کے بادشاہ شاید یہ بھی نہ مانیں کہ کوئی ایسا بادشاہ بھی تھا جس کو دینی بادشاہت بھی نصیب تھی اور دُنیا کی حکومت بھی حاصل تھی۔ مگر پھر بھی وہ اپنے اخراجات میں ایسا کفایت شعار اور سادہ تھا اور پھر بخیل

بلکہ دُنیا نے آج تک جس قدر ترقی پیدا کئے ہیں اس سب سے بڑھ کر تی تھا۔

امراء کی حالت

جن کو اللہ تعالےٰ مال و دولت دیتا ہے ان کا حال لوگوں سے پوشیدہ نہیں یغریب سے غریب ممالک میں بھی نسبتاً امراء کا گروہ موجود ہے۔ حتیٰ کہ جنگلی قوموں اور وحشی قبیلوں میں بھی کوئی نہ کوئی طبقہ امراء کا ہوتا ہے۔ اور ان کی زندگیوں میں اور دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں جو فرق نمایاں ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً جن قوموں میں تمدن بھی ہو۔ ان میں تو امراء کی زندگیاں ایسی پُر عیش و عشرت ہوتی ہیں کہ ان کے اخراجات اپنی حدود سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔

عرب سرداروں کی حالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس قوم میں پیدا ہوئے۔ وہ بھی فخر و خیلا میں خاص طور پر مشہور تھی۔ اور حشم و خدم کو مایۂ ناز جانتی تھی۔ عرب سردار باوجود ایک غیر آباد ملک کے باشندہ ہونے کے بیسیوں غلام رکھتے اور اپنے گھروں کی رونق کے بڑھانے کے عادی تھے۔

عرب کی دو ہمسایہ قوموں کے بادشاہوں کی حالت

عرب کے اردگرد دو قومیں ایسی بستی تھیں کہ جو اپنی طاقت و جبروت کے لحاظ سے اس وقت کی کُل معلومہ دُنیا میں حاوی تھیں۔ ایک طرف ایران اپنی مشرقی شان و شوکت کے ساتھ اپنے شاہانہ رعب و داب کو کُل ایشیا پر قائم کئے ہوئے تھا۔ تو دوسری طرف روم اپنے مغربی جاہ و جلال کے ساتھ اپنے حاکمانہ دستِ تصرف کو افریقہ اور یورپ پر پھیلائے ہوئے تھا۔ اور یہ دونوں ملک عیش و طرب میں اپنی حکومتوں کو کہیں پیچھے چھوڑ چکے تھے۔ اور آسائش و آرام کے ایسے ایسے سامان پیدا ہو چکے تھے کہ بعض باتوں کو تو اب اس زمانہ میں بھی کہ آرام و آسائش کے سامانوں کی ترقی کمال درجہ کو پہونچ چکی ہے۔ نگاہ حیرت سے دیکھا جاتا ہے۔ دربارِ ایران میں شاہانِ ایران جس شان و شوکت کے ساتھ بیٹھنے کے عادی تھے اور اُن کے گھروں میں جو کچھ سامانِ طرب جمع کئے جاتے تھے اسے شاہ نامہ کے پڑھنے والے بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اور جنہوں نے تاریخوں میں ان سامانوں کی تفصیلوں کا مطالعہ کیا ہے وہ تو اچھی طرح سے اُن کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ دربارِ شاہی کے قالین میں بھی جواہرات اور موتی ٹنکے ہوئے تھے اور باغات کے نقشے زمردوں اور موتیوں کے صرف سے تیار کر کے میدانِ دربار کو شاہی باغوں کا مماثل بنا دیا جاتا تھا۔ ہزاروں خدام اور غلام شاہِ ایران کے ساتھ رہتے تھے اور ہر وقت عیش و عشرت کا بازار گرم رہتا تھا۔

رومی بادشاہ بھی ایرانیوں سے کم نہ تھے۔ اور وہ اگر ایشیائی شان و شوکت کے شیدا نہ تھے تو مغربی آرائش و زیبائش کے دلدادہ ضرور تھے جن لوگوں نے رومیوں کی تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ رومیوں کی حکومتوں نے اپنی دولت کے ایام میں دولت کو کس کس طرح سے خرچ کیا ہے۔

پس عرب جیسے ملک میں پیدا ہو کر جہاں دوسروں کو غلام بنا کر حکومت کرنا فخر سمجھا جاتا تھا اور جو روم و ایران جیسی مقتدر حکومتوں کے درمیان واقع تھا۔ کہ ایک طرف ایرانی عیش و عشرت اسے لبھا رہی تھی تو دوسری طرف رومی زیبائش و آرائش کے سامان اس کا دل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بادشاہِ عرب بن جانا اور پھر ان باتوں میں سے ایک سے بھی متاثر نہ ہونا۔ اور روم و ایران کے دام تزویر سے صاف بچ جانا اور عرب کے بُت کو مار کر گرا دینا کیا یہ کوئی ایسی بات ہے جسے دیکھ کر پھر بھی کوئی دانا انسان آپؐ کے پاک بازوں کے سردار اور طہارت النفس میں کامل نمونہ ہونے میں شک کر سکے۔ نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

گھر کا کام خود کرنا

علاوہ اس کے کہ آپؐ کے اردگرد بادشاہوں کی زندگی کا نمونہ تھا۔ وہ ایسا نہ تھا کہ اس سے آپؐ وہ تاثرات حاصل کرتے جن کا اظہار آپؐ کے اعمال کرتے ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے ایسا درجہ دے دیا تھا کہ اب آپؐ تمام مخلوقات کے مرجع افکار ہو گئے تھے۔ اور ایک طرف روم آپؐ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو۔ اور دوسری طرف ایران آپؐ کے ترقی کرنے والے اقبال کو شک و شبہ کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور دونوں متفکر تھے کہ اس سیلاب کو روکنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ اس لئے دونوں حکومتوں کے آدمی آپؐ کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع تھا۔ ایسی صورت میں بظاہر اُن لوگوں پر رعب قائم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ آپؐ بھی اپنے ساتھ ایک جماعت غلاموں کی رکھتے۔ اور اپنی حالت ایسی بناتے کہ جس سے وہ لوگ متاثر اور مرعوب ہوتے مگر آپؐ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ غلاموں کی جماعت تو الگ رہی۔ گھر کے کام کاج کے لئے بھی کوئی نوکر نہ رکھا اور خود ہی سب کام کر لیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت لکھا ہے کہ انھا سُئلت عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان یصنع فی بیتہ۔ قالت کان یکون فی مھنۃ اھلہ۔ تعنی فی خدمۃ اھلہ۔ فاذا حضرت الصلوٰۃ خرج الی الصلوٰۃ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے جواب دیا۔ کہ آپؐ اپنے اہل کی مہنت کرتے تھے۔ یعنی خدمت کرتے تھے۔ پس جب نماز کا وقت آجاتا تو آپؐ نماز کے لئے باہر چلے جاتے تھے۔

اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آپؐ کس سادگی کی زندگی بسر فرماتے تھے۔ اور بادشاہت کے باوجود آپؐ کے گھر کا کام کاج کرنے والا کوئی نوکر نہ ہوتا۔ بلکہ آپؐ اپنے خالی اوقات میں خود ہی اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ مل کر گھر کا کام کاج کروا دیتے۔ اللہ! اللہ!!

کیسی سادہ زندگی ہے۔ کیا بے نظیر نمونہ ہے۔ کیا کوئی انسان بھی ایسا پیش کیا جا سکتا ہے جس نے بادشاہ ہو کر یہ نمونہ دکھایا ہو۔ کہ اپنے گھر کے کام کے لئے ایک نوکر بھی نہ ہو۔ اگر کسی نے دکھایا ہے تو وہ بھی آپؐ کے خدام میں سے ہوگا۔ کسی دوسرے بادشاہ نے جو آپؐ کی غلامی کا فخر نہ رکھتا ہو۔ یہ نمونہ کبھی نہیں دکھایا۔ ایسے بھی مل جائیں گے جنہوں نے دُنیا سے ڈر کر اسے چھوڑ ہی دیا۔ ایسے بھی ہوں گے جو دُنیا میں پڑے اور اسی کے ہو گئے۔ مگر یہ نمونہ کہ دُنیا کی اِصلاح کے لئے اس کا بوجھ اپنے کندھوں پر بھی اٹھائے رکھا۔ اور ملکوں کے انتظام کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھی۔ مگر پھر بھی اس سے الگ رہے۔ اور اس سے محبت نہ کی۔ اور بادشاہ ہو کر فقر اختیار کیا۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے خدام کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی۔ جن لوگوں کے پاس کچھ تھا ہی نہیں وہ اپنے رہنے کے لئے مکان بھی نہ پاتے تھے۔ اور دشمن جنہیں کہیں امن سے نہیں رہنے دیتے تھے۔ کبھی کہیں اور کبھی کہیں جانا پڑتا تھا ان کے ہاں کی سادگی کوئی اعلیٰ نمونہ نہیں جس کے پاس ہو ہی نہیں، اس نے شان و شوکت سے کیا رہنا ہے۔ مگر ملک عرب کا بادشاہ ہو کر لاکھوں روپیہ اپنے ہاتھ سے لوگوں میں تقسیم کر دینا۔ اور گھر کا کام کاج بھی خود کرنا۔ یہ وہ بات ہے جو اصحاب بصیرت کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے بغیر نہیں رہ سکتی۔

عظیم الشان ترقیاتی منصوبہ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

وعدوں کی آخری میعاد ۳۰ اپریل تک

نظارت ہذا کی درخواست پر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے وعدوں کی میعاد ہندوستان کی جماعتوں کے لئے مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء تک بڑھا دی ہے۔

چونکہ ڈاک کا سلسلہ نارمل نہیں ہے اس لئے جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدوں کی فہرستیں نہیں آئیں، وہ اپنی فہرستیں ۱۵ اپریل تک یہاں بھجوا دیں۔ تاکہ بروقت حضور انور کی خدمت میں پیش کی جا سکیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

خطبہ عید الفطر

نوعِ انسان کی اصل عید اس سورج کا طلوع تھا جو فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہؤا

اس عید کے عروج کا زمانہ وہ ہوگا جبکہ اسلام کا سورج پوری دنیا کو اپنی نورانی شعاعوں کی لپیٹ میں لے لیگا

مومنانہ خوشیوں کا قربانی، ایثار اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ گہرا تعلق ہے

جماعتِ احمدیہ ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ عیدیں مناتی ہوئی شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۸ اخاء ۱۳۵۲ ہش مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تمام بھائیوں اور بہنوں کو عید مبارک ہو۔

اسلامی تعلیم کے حسن کے ساتھ اور اسی کی وجہ سے اسلامی تہواروں میں بھی ایک حسن اور خوبصورتی نظر آتی ہے۔

جمعہ کی عید

کے علاوہ ہمارے لئے سال میں دو بار عید آتی ہے۔ اور ہر دو عیدوں کا تعلق ایک مومن مسلم احمدی کی زندگی کے دو پہلوؤں سے ہے۔ ایک وہ عید ہے جو بعض مخصوص عبادات کے بعد ماہ رمضان کے ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا ہوتی ہے۔ ایک دوسری عید ہے جو ایک دوسری قسم کی عبادات کے بعد ہمیں میسر آتی ہے۔ گویا ہماری مومنانہ زندگی کے دو پہلوؤں سے ان دو عیدوں کا تعلق ہے۔

اسلام میں خوشی کا فلسفہ یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب انسان پر مہربان ہو اور اُسے اللہ کا پیار اور اس کی رضا حاصل ہو جائے تو یہ اُس کے لئے حقیقی خوشی کا موجب ہے۔ اس طرح اگرچہ ایک مومن کی زندگی کا ہر لمحہ ہی عید ہے۔ لیکن بعض چیزوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ تاکہ ہم اپنی زندگیوں کے اس دور میں جس میں سے ہم گذر رہے ہیں یا جس سے ہم غافل رہے اُس کا محاسبہ کر سکیں۔

نوعِ انسانی کی اصل عید تو اس سورج (صلعم) کا طلوع تھا جو فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوا۔ جس نے ایک دنیا کو منور کیا۔ اور جس کے نور کی شعاعوں نے اندھیروں

ایک عظیم اور فاتحانہ جنگ

لڑی اور ظلمات کو دور کر دیا۔ مگر جیسا کہ مقدر تھا اور جیسا کہ پہلے سے خبر دی گئی تھی، کچھ عرصہ کے بعد اگرچہ اندھیرے بادلوں نے اس سورج کی روشنی کو چھپا دیا تھا لیکن ایسی صورت میں یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ وہی نور اسی کے غلاموں کی وساطت سے دنیا پر پھر طلوع ہوگا اور ساری دنیا کو اپنی نورانی شعاعوں کی لپیٹ میں لے کر ظلمات کو ہمیشہ کے لئے دور کر دے گا۔

پس جماعتِ احمدیہ کی عید تو اس صبحِ صادق کے ظہور سے شروع ہوئی جس کی خبر پہلوں نے دی اور جس کی بشارت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے امتِ مسلمہ نے پائی۔ اس صبحِ صادق کے ظہور کے ساتھ

اسلام کی عید

دنیا پر نمایاں طور پر ظاہر ہوئی۔ اور یہی ہمارے لئے خوشی منانے اور اچھلنے کودنے کا موقع ہے۔ یعنی اس بات کے اظہار کا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جس طرح ہم نے پایا اور اس کے پیار کو حاصل کیا۔ اسی طرح نوعِ انسانی کے لئے الٰہی رحمت اور پیار کے

حصول کے مواقع اب میسر آنے والے ہیں۔ یہ صبحِ صادق کا ظہور اور ہماری عید کی ابتداء ہے اور اس صبحِ صادق کے ظہور کے بعد، وہ زمانہ جب اسلام کا سورج اپنی پوری شان کے ساتھ نصف النہار تک پہنچ کر ساری دنیا کو اپنی نورانی شعاعوں میں لپیٹ لے گا۔ وہ ہماری عید کا عروج ہوگا۔ یہ عیدیں تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس حقیقی عید کی طفیلی عیدیں ہیں۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو اس مبارک اور حسین شکل میں یہ عیدیں بھی نہ ہوتیں۔

پس ہماری یہ عید جسے ہم رمضان کے بعد مناتے ہیں یا حج کے موقعہ پر ہمارے لئے عید الاضحیٰ کی شکل میں خوشی کا ایک اور موقع پیدا ہوتا ہے۔ یہ خوشی کے مواقع تو اسی صبحِ صادق کے ظہور کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جس کا تعلق اس سراجِ منیر سے ہے جو

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود میں

اپنے کامل انوار کے ساتھ دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ مگر ان خوشیوں کے ساتھ قربانیوں کا تعلق ہے۔ ان خوشیوں کے ساتھ بڑی ذمہ داریوں کا تعلق ہے۔ ان خوشیوں کے ساتھ مومنانہ ایثار کا تعلق ہے۔ ان خوشیوں کے ساتھ عاشقانہ جاں نثاری کا تعلق ہے۔ ان خوشیوں کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کے جذبہ صادق کا تعلق ہے۔ غرض ان خوشیوں کے ساتھ اسلام کو جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے ساری دنیا پر غالب کرنے کے لئے اُن انتہائی قربانیوں کے دینے کا تعلق ہے جن کا غلبۂ اسلام کی مہم آج جماعتِ احمدیہ اور اس کے افراد سے مطالبہ کر رہی ہے۔

پس عید تو دراصل بہت کچھ لینے کے بعد بہت کچھ مزید دینے کے لئے منائی جاتی ہے۔ عید تو دراصل

ایک نشان اور علامت

ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گزشتہ قربانیوں کے نتیجہ میں ہم نے کچھ حاصل کیا۔ عید ہمارے اس عزم کی نشان دہی کرتی ہے کہ ہم نے اپنے ربِ غفور اور ربِ کریم سے جو کچھ حاصل کیا اس میں زیادتی کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو پہلے سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے ہم پہلے سے زیادہ قربانی دیں گے۔ اور ہم اس مقصد کے حصول کی جد و جہد کو تیز کر دیں گے۔ جس مقصد کے حصول کے لئے مہدی معہود کی بعثت ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا اور وہی ہماری عید ہے آپ فرماتے ہیں:-

"یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا۔ اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بناء ڈالی۔ بلکہ یہ وہی صبحِ صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آگیا

خدا تعالیٰ نے اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجود برکت کچھ بھی نہ ہو۔ وہ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور پہنچاتا ہے۔ کیا اندھیری رات کے بعد نئے چاند کے چڑھنے کی انتظار نہیں ہوتی؟ کیا تم سلخ کی رات کو جو ظلمت کی آخری رات ہے دیکھ کر حکم نہیں کرتے کہ کل نیا چاند نکلنے والا ہے۔ افسوس کہ تم اس دنیا کے ظاہری قانونِ قدرت کو تو خوب سمجھتے ہو مگر اس روحانی قانونِ فطرت سے جو اسی کا ہم شکل ہے بکلی بے خبر ہو۔ (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۵۰۱)

اب دیکھو آپؑ کا یہ ارشاد کہ "خدا تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا" اور اسی طرح آپؑ کا یہ فقرہ کہ "وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجود برکت کچھ بھی نہ ہو" قابلِ غور ہے۔ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ وہ برکت جس سے امتِ مسلمہ کا ایک بڑا حصہ ہاتھ دھو بیٹھا تھا، دوبارہ امتِ مسلمہ میں جماعت احمدیہ کو ملی۔ حضرت مہدی معہودؑ کے ذریعہ ایک ایسی قوم تیار ہوئی جس نے اس بات کا عزم کر لیا کہ وہ اسلام کے باغ میں پھر

ترو تازگی کے سامان

اسی طرح پیدا کرے گی جس طرح صحابہؓ نے اس باغ کو اپنے خونوں سے سینچ کر اس کی تازگی اور خوبصورتی کا سامان پیدا کیا تھا۔

ہمارا یہ عید دو قربانیوں کے زمانہ کے درمیان آتی ہے لیکن ایک مومن کے چہرے پر پہلی اور مقبول قربانیوں کے نتیجہ میں پژمردگی اور تھکن کے وہ آثار نمودار نہیں ہوتے جو بسا اوقات دنیا داروں کی کوششوں میں ناکامی کے بعد اُن کے چہروں پر انسان کو نظر آتے ہیں۔ نہ ہی مومن کے دل میں کوئی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ یہ سوچ کر کہ اب اسے پہلے سے زیادہ قربانیاں دینی پڑیں گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے عظیم فضلوں کے حصول کے بعد اور ان عظیم رحمتوں کے پا لینے کے بعد جن کا حصول قربانیوں کا مرہونِ منت ہے مومن کے چہرہ پر وہی تازگی، وہی بشاشت، وہی خوشی، وہی خوشحالی کے آثار اور وہی اطمینان نظر آتا ہے جو اس کے چہرے پر ہونا چاہیئے جو اپنی زندگی کا ہر لمحہ اپنے ربِ کریم کی گود میں گذارنے والا ہے۔

اسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ تمہارے لئے

دو جنتیں تیار کی گئی ہیں

ایک جنت وہ ہے جس کا تعلق اسی دنیوی زندگی کے ساتھ ہے اور ایک جنت وہ ہے جس کا تعلق اخروی زندگی کے ساتھ ہے۔ یعنی ایک جنت وہ ہے جس میں جنت کے باوجود امتحان بھی ہیں، ابتلاء بھی ہیں اور آزمائشیں بھی ہیں۔ گویا اس دنیوی جنت میں اللہ تعالیٰ کبھی اموال واپس لے کر آزمائش کرتا ہے۔ کبھی (قرآن کریم کہتا ہے) دوسروں کی زبانیں تمہارے لئے ایذا رسانی کے سامان پیدا کریں گی۔ کبھی (اسلام کہتا ہے) تمہارا امتحان تمہارے خونوں کی قربانی سے لیا جائے گا۔ کبھی (خدا تعالیٰ) فرماتا ہے، ہم تمہارے جذبات کو ابتلاء میں ڈال کر تمہارا امتحان لیں گے۔ کبھی کہتا ہے کہ تمہیں اپنے بیوی بچوں کی قربانی دینی ہے کہ میرے امتحان پر پورا اترنا ہوگا۔ کبھی کہتا ہے تمہاری راحتیں چھینی جائیں گی۔ لیکن تمہارے چہروں کی مسکراہٹیں نہیں چھینی جائیں گی۔ کبھی کہتا ہے تمہیں یہ قربانی دینی پڑے گی۔ اور کبھی قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ایک دوسری قسم کی قربانی دینی پڑے گی۔ مگر ان ساری قربانیوں کے باوجود ان سب ابتلاؤں اور امتحانوں کے ہوتے ہوئے اس دنیوی زندگی کو جنت کہا گیا ہے۔ اور یہ ایک سوچنے والی بات ہے۔ ایک مومن تو اسے جنت محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سارے ابتلاء اور امتحان اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے پیار کو اور بھی تیز کرنے والے ہیں جس شخص کے دل میں یہ یقین ہو کہ وہ اپنے ربِ کریم سے اس کی رضا اور پیار کو حاصل کر رہا ہے۔ وہ ان ابتلاؤں اور ان امتحانوں اور ان قربانیوں کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھتا وہ ان کو اپنی راہ کے کانٹے نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ ان کو اپنے راستے کے پھول پاتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ کے پیار کے بڑے حسین جلوے

اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی لئے جو الفاظ اس جنت کے متعلق کہے گئے ہیں۔ جو اس زندگی کے بعد آنے والی ہے، قرآنِ عظیم میں وہی الفاظ اس دنیوی زندگی کی جنت کے متعلق بھی کہے گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۙ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۚ (عبس: ۳۹، ۴۰)

یعنی کچھ چہرے رُوحانی مسرتوں سے اس دن روشن ہوں گے۔ ہنستے مسکراتے اور خوش و خرم ہوں گے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان کی بشاشت پیدا ہو جائے اس کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور اس مسرت اور بشاشت تو دلوں میں پیدا ہوتی اور چہروں سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لئے

جماعتِ احمدیہ کا طرۂ امتیاز

یہ ہے کہ دنیا جس طرح چاہے اُن کا امتحان لے لے۔ وہ اُن کے چہروں کی مسکراہٹیں اُن سے نہیں چھین سکتی۔ یہ دنیا کی طاقت میں نہیں۔ اس لئے کہ احمدیوں کے چہروں کی مسکراہٹیں اور بشاشت اور مسرت کے جذبات اُن کے جسم کی نس نس اور رُوئیں رُوئیں سے نکل رہے ہوتے ہیں۔ ان کا منبع خدائے ازلی و ابدی اور قادر و توانا کی ذات ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو ابتلاء اور امتحان ہیں۔ اُن کا منبع بھی الٰہی منشاء سے ہے۔ یہ تو درست ہے لیکن ان کا تعلق ایک لحاظ سے خدا تعالیٰ کی اس مخلوق سے ہے جن کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ان پر بھی فضل فرما۔ کیونکہ یہ جو حرکتیں کر رہے ہیں۔ اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ سمجھتے نہیں۔ نہ یہ اپنا مقام پہچانتے ہیں۔ نہ ان کو اسلام کی عظمت کا خیال ہے اور نہ ہی مہدی معہودؑ کی شان کو پہچانتے ہیں۔ حالانکہ مہدی معہود علیہ السلام ساری امتِ مسلمہ میں سے وہ فرد واحد ہے جس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام بھیجا۔ مگر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اور اس کے مقام کو نہیں پہچانتے باایں ہمہ ہم اُن کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا! جس طرح تو ہمارے لئے یہاں دنیوی جنتوں کے سامان بھی پیدا کر رہا ہے اسی طرح تو ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی

دُنیوی جنتوں کے سامان

پیدا کر۔ تاکہ پھر اُن کے لئے اُخروی جنتوں کے سامان بھی پیدا ہو جائیں۔

پس ہمارے چہرے تو ہر وقت مسکرانے والے چہرے ہیں۔ ہمارے چہروں کی مسکراہٹوں کو چھیننے والا کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا۔ اس لئے کہ ہمارے کان میں ہر لحظہ خدا کے پیار کی آواز پڑتی ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس صبح صادق کی روشنی کو دیکھنے اور پھیلانے کی توفیق عطا فرمائی جو اسلام کے آخری غلبہ کے لئے مقدر تھی۔ پس جس شخص کو ابدی نور کی کرنیں میسّر آجائیں وہ اندھیروں اور ظلمتوں سے ڈرا نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ تو خود ایک روشن مینار بن جاتا ہے۔ روشن مینار کے گرد ظلمات نہیں آیا کرتے۔ نہ اندھیروں کی یلغار جو کبھی منہ (زبان) کے اندھیروں کی، کبھی ہاتھ کے اندھیروں کی اور کبھی ظالمانہ منصوبوں کے اندھیروں کا روپ دھار لیتی ہے۔ وہ نور کے میناروں کے گرد جو نور کی فضا ہوتی ہے اس کو دُور نہیں کر سکتی۔ بلکہ یہ اندھیرے قریب آنے کی کوشش کرتے اور بھاگ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمارے چہرے اس آیۂ کریمہ کے مطابق آج بھی عید کی اس ظاہری علامت کے طور پر

مُسْفِرَةٌ

یعنی روحانی مسرتوں سے روشن ہیں۔ ہم ہنستے اور مسکراتے ہیں۔ ہم خوش و خرم ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں اپنے ربِ کریم کا پیار ملا۔ ہمیں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ

اسلام کے غلبہ کا زمانہ

آگیا۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تمام بشارتیں جو امتِ مسلمہ کو یہ کہہ کر دی گئی تھیں کہ ایک جماعت پیدا ہوگی جس کے ذریعہ اسلام ساری دنیا میں غالب آئے گا۔ اُن کے پورے ہونے کا وقت آگیا۔ ہم خدا کے عاجز بندے ہیں۔ ہم کمزور اور گناہگار بندے ہیں۔ ہم ذرہ ناچیز سے بھی ناچیز ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ اُس نے اپنی حکمتِ کاملہ سے غلبۂ اسلام کی عظیم مہم کے لئے ہمیں چنا۔ ہمارے دل اس کی حمد سے لبریز ہیں۔ ہماری ہر قوت اور ہماری ہر شئے (جس کے ہم مالک ہیں اُسی کے فضل سے) اس کی راہ میں قربان ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ پس یہ قوم وہ قوم ہے جو ہنستے مسکراتے عیدیں مناتے شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جانے والی ہے اس لئے اے خدا کی پیاری قوم! خدا تیرے لئے اس عید کو اور اس کے بعد بھی ہر آنے والی عید کو مبارک کرے۔ اور اپنے پیار کو تیرے لئے زیادہ سے زیادہ مقدر کرے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:- (آگے صفحہ ۸ کالم ۱ و ۲ کے نیچے)

جماعت احمدیہ کی طرف سے
مغربی افریقہ میں جاری کردہ ہیلتھ سنٹرز کی حسنِ کارکردگی کے شاندار نتائج

؎ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

(المسیح الموعودؑ)

(۲)

از محترم مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری "مجلسِ نصرت جہاں" ربوہ

اسلام کی فتح قریب ہے:

سیرالیون مغربی افریقہ کا ایک اہم ملک ہے۔ جہاں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہے مگر ہر چیز پر عیسائیت کا قبضہ تھا۔ عیسائی سکولوں اور ہسپتالوں کے جال بچھانے میں حکومت کے عیسائی کارندوں نے ان کی ہر جائز و ناجائز مدد کی جن کے بل بوتے پر عیسائی پادری ملک میں دندناتے پھرتے تھے اور بقول آنریبل مسٹر مصطفیٰ (سابق نائب وزیر اعظم سیرالیون) ہم مسلمانوں کو اپنا اسلام ظاہر کرنے میں بھی شرم محسوس ہوتی تھی۔ مگر جب سے احمدیہ مشن نے اسلام کو سربلند کرنے کا کام شروع کیا ہے تو ہمارے سر بھی فخر سے اونچے ہونے لگے ہیں۔ اور اب وہ زبانِ قال سے ہی نہیں بلکہ زبانِ حال سے بھی یہ پکار رہے ہیں ؎

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے
ابنِ مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلامِ احمدؑ ہے

"نصرت جہاں آگے بڑھو" پروگرام سے استفادہ کرنے کے لحاظ سے گھانا کے بعد سیرالیون کا نمبر آتا ہے۔ جہاں اس وقت تک ہمارے پانچ ڈاکٹر (چار بھائی اور ایک بہن) خدمتِ خلق میں دن رات ایک کر رہے ہیں۔ پھر اُن کی مدد سے دو نئے احمدیہ سیکنڈری سکولز بھی جہالت کو دُور کرنے میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمارے ڈاکٹروں کی آمد پر وہاں کے مقامی لوگوں نے جس دھوم دھام سے ان کا روایتی استقبال کیا اور پھر احمدیہ ہسپتالوں کے افتتاح کے موقعہ پر کئی دن تک خوشی کے جشن مناتے رہے۔ اس سے احمدیہ ہسپتالوں کا نام دور دور تک پہنچ گیا۔ اور مریضوں کا تانتا لگ گیا۔ جس میں احمدیہ ڈاکٹروں کے لئے امتحان کا بھی ایک پہلو تھا۔ جس کو پار کرنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں نے مدد کی۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل غیر معمولی طور پر مشاہدہ کیا گیا۔ مشاہدہ کرنے والوں میں وہ مریض بھی تھے جو سو ڈیڑھ سو میل کا سفر کرکے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے ڈاکٹروں کے پاس پہنچ رہے تھے۔ اور ہمارے ڈاکٹر بھی جنہوں نے وہاں جانے کے بعد اپنے ہاتھوں میں غیر معمولی شفا کا مشاہدہ کرنے پر حیران تھے۔ صرف چند نمونے پیشِ خدمت ہیں:-

(۱) ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب ایم بی بی ایس۔ ایف۔ آر۔ سی ایس نے امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہا اور وقف کرنے کے بعد اب سیرالیون کے ایک دُور افتادہ گاؤں "بو اجے بو" میں دھونی مارے بیٹھے ہیں۔ جہاں پانی نہ بجلی۔ جماعت احمدیہ کے نیشنل پریذیڈنٹ پیراماؤنٹ چیف ناصر الدین گما نگا نے اپنا ایک پرانا مکان پیش کیا۔ جس میں ہسپتال شروع کیا گیا۔ اور ساتھ ہی مریضوں کی تکلیف کو دیکھ کر ڈاکٹر صاحب نے آپریشن بھی شروع کر دیئے۔ بے سروسامانی کے باوجود خدمتِ خلق کے جذبہ نے ڈاکٹر صاحب کو انتہائی خطرہ مول لینے پر کئی دفعہ تیار کر دیا اور پھر خدا سے ملتجی ہوئے کہ:- ؎

کچھ نمونے اپنی قدرت کے دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

اور خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا جو شاندار نظارہ دکھایا اس کا نقشہ محترم ڈاکٹر صاحب نے ۱۴ ستمبر ۱۹۷۳ء کو یوں کھینچا ہے:-

"دوسرا مریض ایک نوجوان آدمی ہے جسے Hernial Strangulation چار دن سے تھا۔ (گو تمام لواحقین نے جان بوجھ کر یہی بتایا کہ اسے تکلیف صرف ایک دو گھنٹہ سے ہے) جان کنی کی حالت میں میرے پاس کل دوپہر لایا گیا۔ اس مرض کے لئے آپریشن فوری کرنا ہوتا ہے اور حالت ایسی تھی کہ آپریشن ناممکن تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مرض کی ایک پیچیدگی یعنی Peritanitis بھی ہو رہی تھی۔ جونہی آپریشن کے لئے تیاری کرنے لگے بیمار … Callapse ہونے لگا۔ بڑی کوشش اور دعا کے بعد اس کی حالت سنبھلی۔ رشتہ دار اسے کہیں اور لے جانے کو تیار نہ تھے اور بھیجنا بھی خطرہ سے خالی نہ تھا میں نے اکیلے میں جا کر خدا کے حضور گڑگڑا کر دعا کی کہ آپریشن کے بغیر ہی مریض بہتر ہو جائے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بعد ناچار ہاتھ سے ہرنیا کو پیٹ کے اندر بھیجنے کی کوشش کی۔ (جب بیماری اس حد تک پہنچ جائے تو یہ خالی از خطرہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ بوسیدہ آنت پھٹ سکتی ہے) سبحان اللہ ایک دو منٹ کی کوشش کے بعد مسئلہ حل ہو گیا۔ گزشتہ ساری رات اور آج کا دن اس کی Paralytic Ileus کا علاج کرتے رہے۔ خدا کے فضل وکرم سے آج شام سے ہی اپنی علاج کے پورے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہی اس کے پیٹ کی حالت بھی ٹھیک ہو گئی ہے۔ فالحمد للہ!"

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں:-

"پچھلے دنوں ایک چھ ماہ کا بچہ دم واپس لیتا ہوا میرے پاس لایا گیا۔ ظاہراً کچھ امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چند ایک ادویات دیں۔ اور شام کو بچہ پھر دکھانے کو کہا۔ بچہ شام کو نہ لایا گیا۔ میں سمجھا بچہ ختم ہو گیا ہوگا۔ مگر اگلی صبح بچہ کا باپ اور اس کے بعد اس کی والدہ مع بچہ آئے۔ بچہ بقائمی ہوش وحواس بلکہ خاصا تندرست نظر آیا۔"

اس ہسپتال کا افتتاح جون ۱۹۷۱ء میں وزیر صحت آنریبل سی۔ پی۔ فورے نے کرتے ہوئے فرمایا:-

"وزیر صحت کی حیثیت سے یہ امر میرے لئے ازحد خوشی کا موجب ہے اور میں اس پر ممنونیت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جماعت احمدیہ نے اپنی بے لوث خدمات کے دائرہ کو صحت اور طب سے متعلق قومی پروگرام کے خاطر خواہ نفاذ تک ممتد کر دیا ہے۔ یہ ایک اور بیّن ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ جماعت دوسروں کے لئے خدمت کے جذبہ سے سرشار ہے۔ میری وزارت (یعنی وزارتِ صحت) نے [illegible] کی ہر ممکن رنگ میں تائید و [illegible] کرنے کا فیصلہ کیا ہے"

(ڈیلی میل۔ [illegible])

دو سال میں ہی مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور آپریشنوں کی کثرت نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہسپتال کے لئے نئی عمارت بنائی جائے جس میں آپریشن تھیٹر کا بہتر انتظام ہو اور اِنڈور مریضوں کے لئے بھی کافی گنجائش موجود ہو چنانچہ ہسپتال کی اپنی آمد اور انگلستان کے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کی مدد سے نئی عمارت کا کام شروع ہو چکا ہے سنگِ بنیاد ۱۶ [illegible] ۱۹۷۳ء کو محترم امیر صاحب سیرالیون نے ایک بڑے اجتماع کے سامنے عاجزانہ دعاؤں کے

بقیہ خطبہ عید الفطر

اب ہم دعا کریں گے۔ سب دوست دُعا میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان وعدوں کو جو ہمیں دیئے گئے ہیں، ہماری زندگیوں میں پورا ہونے کے زیادہ سے زیادہ سامان پیدا کرے۔

اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خوشیاں

ہی ہمارے لئے حقیقی خوشیاں ہیں۔ اُن سے ہم اور ہماری آنے والی نسلیں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے والی ہوں۔ اسی طرح ہمارے خاندان نسلاً بعد نسلٍ خدا کی راہ میں قربانیاں دینے والے اور اس کے پیار کو پانے والے ہوں۔ آؤ دعا کر لیں ؟

کے ساتھ رکھا اور اس موقعہ پر پانچ بکرے بطور صدقہ ذبح کرکے غرباء میں تقسیم کئے گئے۔

سیرالیون میں دوسرے احمدیہ ہسپتال کی عمارت "روکوپر" میں شروع کرنے کے احکامات جاری ہو چکے ہیں۔ زمین احمدیہ مسلم مشن کے نام رجسٹرڈ ہونے کے بعد نقشہ عمارت منظور ہو چکا ہے۔ انگلستان کے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" نے بھی ایک لاکھ روپے کی مدد بھجوادی ہے۔ مزید اخراجات مقامی "نصرت جہاں فنڈ" مہیا کرے گا انشاء اللہ۔

روکوپر میں احمدیہ ہسپتال اور احمدیہ سیکنڈری سکول کے افتتاح کے موقعہ پر شمالی صوبہ کے ریذیڈنٹ وزیر مسٹر بنگالی مانسرارے نے فرمایا:-

"اتنے تھوڑے عرصہ میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی اور طبی خدمات اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ اسلام کی فتح قریب ہے۔"

("دی نیشن"۔ ۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء)

روکوپر میں محترم ڈاکٹر حسن صاحب نے سٹ میں پہنچتے ہی ایک میز اور کرسی لے کر اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ اور ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعاؤں کے لئے لکھتے رہے۔ آپ نے اس شعر کو پورا ہوتے پایا کہ

"وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس"

چنانچہ ایک مریض کا واقعہ محترم ڈاکٹر صاحب ۱۷ر ۱۱ کو یوں بیان فرماتے ہیں:-

"میں نے ایک مریضہ کے واسطے دعا کے لئے آپ کو لکھا بھی تھا حقیقت ہے میں خود بھی مایوس ہو گیا تھا۔ کیونکہ ایسے مریضوں میں سے بالعموم پانچ فیصد مریضوں کے متعلق شفایابی کی توقع ہوتی ہے مریضہ کے لواحقین بار بار مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ مریضہ کے صحت یاب ہونے کی توقع ہے یا نہیں۔ بالآخر میں نے انہیں اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے ایک دوا لکھ دی اور اُن سے کہا کہ بازار سے خرید کر یہ دوا استعمال کرائیں۔ اس کے گھر والے حالات سے آگاہ ہونے کے بعد دوا خریدنے پر آمادہ نہ تھے۔ لیکن مریضہ کے اصرار پر وہ دوا خرید لائے اور گھر پر ہی اُسے استعمال کرواتے رہے۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ وہ مریضہ اچانک میرے پاس آئی لیکن میں اُسے پہچان نہ سکا۔ کیونکہ وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی۔ اس عورت نے تمام لوگوں کے سامنے اپنی زبان میں مجھے اتنی دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل اور احسان پر میری آنکھوں سے تشکر کے آنسو بہہ نکلے پھر جوں جوں لوگ صحت یاب ہوتے جاتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ نئے مریض بھجواتے ہیں۔ بعض کیس تو ظاہری لحاظ سے بہت مایوس کن ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے مریضوں کو بھی صحت عطا فرما دیتا ہے۔ اور میرا بھرم رہ جاتا ہے۔ لوگ تو یہ سمجھنے لگ گئے ہیں گویا میں ہر قسم کے مرض کا علاج کر سکتا ہوں۔ حالانکہ بعض امراض میں تو ہماری ڈاکٹری بالکل ناکام ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ میں سب قدرت ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے اور نشان نمائی کے طور پر کر بھی دکھاتا ہے۔"

سیرالیون میں "جورو" کے مقام پر سب سے پہلے احمدیہ کلینک قائم ہوا تھا اس کے انچارج ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب لکھتے ہیں:-

"جس جگہ میں برانچ کلینک کرتا ہوں وہاں اکثر ایک مریض میرے پاس آتا۔ مگر ہمیشہ یہی کہتا کہ میں نے بہت علاج کروایا ہے۔ مگر شفا نہیں ہوتی۔ اس لئے اب زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں ایک مرتبہ میں نے اس کا معائنہ کرکے اس کو تسلی دی اور کہا اب انشاء اللہ خدا تعالیٰ تمہیں شفا دے گا۔ یہ الفاظ میں نے کچھ ایسے وثوق سے کہے کہ اس مریض نے میری بات پر یقین کر لیا۔ اور میری ہدایت کے مطابق "جورو" میں آکر رہائش اختیار کر لی۔ میں نے خصوصی طور پر اس کے لئے دعا بھی شروع کر دی اور ساتھ ہی علاج بھی۔ میں حیران ہو گیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس میں اتنی امپروومنٹ (improvment) ہوئی کہ مجھے اس کے صحت یاب ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ علاج ایک ماہ تک جاری رہا۔ جس کے بعد وہ بالکل صحتیاب ہو چکا تھا۔ جب وہ مجھ سے رخصت لینے آیا تو فرطِ مسرت سے میری آنکھیں بھیگ گئیں اور اُس کے چہرے پر اتنے شکر کے جذبات تھے جو مجھے اس سے قبل دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ یہ ساری برکات اس جذبۂ خدمت کی ہیں جو ہم ساتھ لیکر وطن سے آئے ہیں۔ اب بھی جب وہ مریض میرے پاس محض شکر ادا کرنے آتا ہے تو اس کے جذبات کی کیفیت قابلِ دید ہوتی ہے۔ میں اُسے کہا کرتا ہوں جاؤ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں شفا دی ہے۔ میں تو اس کا ایک عاجز بندہ ہوں۔"

سیرالیون میں چوتھا احمدیہ ہسپتال مسنگبی کے چھوٹے سے گاؤں میں ۱۹۷۳ء میں کھلا جہاں ہمارے بھائی ڈاکٹر طاہر محمود صاحب اور اُن کی اہلیہ ڈاکٹر کوثر صاحبہ دن رات کام کر رہے ہیں اور جس محنت سے انہوں نے عوام کے دلوں کو موہ لیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور اس کامیابی کا راز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے ؎

"تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر انداز و نہ ہونا سست اس میں زینہار"

احمدیہ ہسپتال کی مستقل عمارت کے لئے بعض پرانی عمارتیں حاصل کر لی گئی ہیں۔ جن کی ضروری مرمت کا کام مکمل ہونے کے بعد یہ ہسپتال وسعت کے لحاظ سے بھی عوام کی بہتر رنگ میں خدمات بجالائے گا۔ انشاء اللہ۔

تعلیمی سرگرمیاں

سیرالیون میں چار ہسپتالوں کی مدد سے دو نئے احمدیہ سیکنڈری سکول بھی قائم ہو چکے ہیں۔ جن سے اب احمدیہ سیکنڈری سکولز کی کل تعداد چھ ہو گئی ہے۔ الحمدللہ چھٹے سکول کا غیر رسمی افتتاح مسنگبی کے لوگوں اور علاقہ کے پارلیمنٹ ممبر کی درخواست پر حکومت وقت کی اجازت ملنے پر ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۳ء کو ایک عارضی عمارت میں وہاں کے پیراماؤنٹ چیف نے ایک بڑے اجتماع کے سامنے کیا۔ ۲۲ر اکتوبر کو علاقہ کے پارلیمنٹ ممبر آنریبل مسٹر جے۔ اے کونٹے (جو نائب وزیر معدنیات بھی ہیں) نے سکول کا معائنہ فرمایا۔ اور حاضرین سے خطاب میں احمدیہ سکول کے قیام کا مقصد یہ بتایا کہ تا آپ سب لوگ اچھے شہری اور اچھے مسلمان بن سکیں۔ نیز انہوں نے احمدیہ مشن کی خدمات کو بڑے پُرزور اور مؤثر رنگ میں خراج تحسین ادا کیا۔ سکول کی مستقل عمارت کے لئے زمین حاصل کر لی گئی ہے۔ اور جلدی ہی عمارت کی تعمیر کا پروگرام ہے۔

سیرالیون میں پانچواں احمدیہ سیکنڈری سکول "روکوپر" کے قصبہ میں ۱۹۷۱ء میں جاری کیا گیا تھا۔ سٹاف، طلبہ اور علاقہ کے عوام کی مدد سے اس سکول نے مختصر وقت میں جو شاندار ترقی کی اس پر سیرالیون کے وزیر تعلیم آنریبل جے۔ بارتھ ولسن نے سکول کی نئی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے مارچ ۱۹۷۲ء میں احمدیہ مسلم مشن کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس واقعہ کی رپورٹ ریڈیو سیرالیون نے ۱۱ر مارچ کو یوں نشر کی:-

وزیر تعلیم مسٹر جے بارتھ ولسن نے گذشتہ روز احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر ضلع کامبیا۔ سیرالیون کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اپنے خطاب میں احمدیہ مشن کو اس ملک کی تعلیمی ترقی میں دُور اندیشی سے کام کرنے پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے عوام کی ترقی میں مشن کی گہری دلچسپی کا اظہار کثیر التعداد پرائمری سکولوں سے ہوتا ہے جن میں طالب علموں کی تعداد ۳۵۰۰ ہے۔

وزیر موصوف نے گورنمنٹ کی اور اس ملک کے عوام کی جانب سے مشن کو تعلیمی کارناموں پر مبارکباد پیش کی۔

جماعتِ احمدیہ کی انہی بے لوث خدمات کے معترف نہ صرف سیرالیون کے عوام ہیں بلکہ ان پر خوشی کا اظہار صدرِ مملکت آنریبل ایس سٹیونس (STEVENS) بھی متعدد مواقع پر فرما چکے ہیں۔ حال ہی میں کراچی سے ان کا گذر ہوا تھا تو اس موقعہ پر احمدیہ جماعت کراچی کے نمائندوں نے ان کی خدمت میں قرآن مجید پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تو اس موقع پر بھی وہ احمدیہ جماعت کی شاندار مساعی کے لئے جو اُن کے ملک اور عوام کی بہتری کے لئے کی جا رہی ہیں اپنے جذباتِ تشکر کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس سال کے شروع میں جماعتِ احمدیہ سیرالیون کا ایک وفد محترم امیر صاحب کی قیادت میں اُن کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو اس کی خبر روزنامہ "NATION" میں ۱۴ر جولائی ۱۹۷۳ء کو یوں شائع ہوئی:-

"صدر سٹیونز کا احمدیہ مشن کو خراجِ تحسین"

"سیرالیون کے صدر مسٹر ڈاکٹر سیاکا سٹیونز (STEVENS) نے کہا کہ وہ احمدیہ مشن کے ان کاموں سے بہت متاثر ہیں جو یہ سیرالیون میں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا مشن نے ملک کی بہت اہم ضروریات کو تعلیمی اور طبی میدان میں پورا کیا ہے۔"

درخواستِ دعا

مکرم مولوی خلیل الدین صاحب کشکی کا اکلوتا بیٹا عزیز عبد القدیر پیدائش ہی سے کمزور صحت رکھتا ہے۔ اب عزیز کو چیچک نکل آئی جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہیں احباب عزیز کی کامل صحت کے لئے دعا کریں۔ ★ — اسی طرح مولوی صاحب موصوف خود بعض مالی پریشانیوں سے دوچار ہیں اُن کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے بھی احباب دعا فرمادیں۔ (مینیجر بدر)

محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے رضی اللہ عنہ

حقیقی اور کامل تعریف

مصرع مندرجہ عنوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے ایک قصیدہ سے ماخوذ ہے جو آپؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں منظوم فرمایا تھا۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں جو الفاظ انسانوں کی طرف سے کہے گئے ہیں۔ خواہ وہ اپنے ہوں یا بیگانے ان میں مصرع مندرجہ بالا سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور حقیقی اور کامل تعریف کا حامل اور کوئی فقرہ نہیں ؛

سب سے بڑا باکمال

بے شک دنیا میں تعریف کے مستحق لاکھوں انسان گذرے ہیں۔ اور ان میں سے بعض نے وہ مرتبہ پایا ہے کہ آنکھ ان کی رفعت اور روشنی کو دیکھ کر خیرہ ہوتی ہے۔ اور یہ باکمال لوگ پائے بھی ہر میدان میں جاتے ہیں۔ یعنی دین و دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ان لوگوں کے وجود سے خالی ہو۔ مگر ان میں سے کون ہے ؟ جس کی ہستی کا ہر پہلو اس کے کمال پر شاہد ہو۔ کون ہے جس کے وجود کا ہر ذرہ اس کے نورِ باطن کا پتہ دے رہا ہو ؟ کون ہے جس کی ذات الاصفات کا ہر خلق اس کی یگانگت کی دلیل ہو ؟ یقیناً یہ کمال صرف مقدس بانیٔ اسلام (فداہ نفسی) کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور کوئی دوسرا انسان اس صفت میں آپ کا شریک نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسنِ خداداد نے دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یدِ بیضا نے ایک عالم کی آنکھ کو مسخر کر دیا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے دمِ عیسوی سے روحانی مردوں نے زندگی پائی۔ مگر باوجود اپنے روحانی کمال کے حضرت مسیحؑ ناصری نے موسیٰ علیہ السلام کا یدِ بیضا نہ پایا۔ حضرت موسیٰؑ کو باوجود اپنی رفعتِ شان کے حسنِ یوسفؑ سے محرومی رہی۔ حضرت یوسفؑ باوجود اپنے ظاہری و باطنی حسن کے حضرت موسیٰؑ کے یدِ بیضا اور حضرت مسیحؑ کے دمِ عیسوی کو نہ پا سکے۔ لیکن اسلام کا مقدس بانیؐ اپنے ہر وصف میں یکتا ہو کر چمکا۔ اپنی ہر شان میں دوسروں سے بالا رہا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

> حسنِ یوسف دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
> آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مصرعہ مندرجہ عنوان

یہ شعر بہت خوب ہے۔ بہت ہی خوب ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بھی ارفع ہے۔ آپؐ کا حسن حضرت یوسفؑ کے حسن کو شرماتا ہے۔ آپؐ کے یدِ بیضا کے سامنے حضرت موسیٰؑ کا یدِ بیضا ماند ہے۔ آپؐ کے انفاسِ روحانی سے حضرت عیسےٰؑ کے دمِ عیسوی کو کوئی نسبت نہیں۔ میں نے عرض کیا تھا۔ اور پھر کہتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و کمال کی حقیقی تصویر صرف اس مصرعہ میں ملتی ہے جو سلسلۂ احمدیہ کے مقدس بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے نکلا۔ اور میرے اس مضمون کا عنوان ہے۔ میرا یہ دعویٰ محض خوش عقیدگی پر مبنی نہیں ہے بلکہ تاریخ کی مضبوط ترین شہادت اس بات کو ثابت کر رہی ہے۔ کہ رہنمایانِ عالم میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات وہ ذات ہے جس کا ہر وصف ہر خط و خال۔ ہر ادا آپ کے کمال کی دلیل ہے۔ اسی لئے قدرت نے آپ کے واسطے وہ نام تجویز کیا جس کے معنی "مجسم تعریف" کے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے مصرعہ کا بھی یہی مفہوم ہے۔ کہ اگر دنیا میں کوئی ایسی ہستی ہے کہ جس کا ہر وصف اسے ہر دوسرے شخص کے مقابلہ میں "محمدؐ" یعنی قابلِ تعریف ثابت کرتا ہو۔ اور اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہ ہو تو وہ صرف پیغمبرِ اسلام ہے ؛

احسنِ تقویم کا کامل نمونہ

میرے لئے اس نہایت مختصر مضمون میں اپنے اس وسیع دعوے کے دلائل لانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور نہ اس مضمون میں دلائل کا بیان کرنا میرا مقصد ہے میں اس جگہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا رسولؐ مرتبہ کیا رکھتا ہے۔ اور وہ کون سا مقام ہے جس نے اسے اس تعریف کا مستحق بنایا ہے۔ جو مصرع مندرجہ عنوان میں بیان کی گئی ہے۔ سو جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ وہ مقام یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود نبوت و رسالت کے جملہ کمالات میں اس قدر ترقی یافتہ ہے کہ کسی ایک وصف یا کمال کو لے کر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آپؐ کا امتیازی خاصہ ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سوانح نگار ہوں۔ اور خدا کے فضل سے آپؐ کے حالاتِ زندگی کا کسی قدر مطالعہ رکھتا ہوں۔ اور میں نے آپؐ کے سوانح کا مطالعہ بھی ایک آزاد تنقیدی نظر کے ساتھ کیا ہے۔ میں اس معاملہ میں اپنی ذاتی (گو معاملہ کی اہمیت کے مقابلہ میں نہایت ناچیز) شہادت پیش کرتا ہوں۔ کہ میں نے جب کبھی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و محاسن کا جائزہ لے کر آپؐ کے وجود میں کسی امتیازی خاصہ کی تلاش کرنی چاہی ہے۔ تو میری نظر ہمیشہ ماندہ ہو ہو کر لوٹ گئی ہے۔ اور کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے اپنے نبی میں اوصافِ جلالی کا نور دیکھا تو اسے لے کر اپنے بانی کی تعریف میں پل باندھ دیئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین نے اپنے مسیح کے اوصافِ جمالی کا نظارہ کیا۔ تو اس سے مسحور ہو کر انہیں خدا کے پہلو میں جا بٹھایا ؛

گوتم بدھ کے نام لیوؤں نے اپنے بانی کی نفس کشی اور فنائیت کو دیکھ کر اس کی مدح سرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے مگر اسلام کا بانی خدائے ذوالعرش کی کامل تصویر تھا۔ اس لئے اس کے کمال نے اس بات سے انکار کیا۔ کہ اس کا کوئی وصف اس کے کسی دوسرے وصف سے بیٹا ہو۔ وہ اپنی امت کی کامل اصلاح کا پیغام لایا تھا۔ اس لئے اس کی تصویر کا کوئی رنگ اس کے دوسرے رنگوں سے مغلوب نہیں ہوا۔ تا ایسا نہ ہو کہ اس کے متبع اس کے غالب رنگ سے متاثر ہو کر اصلاح کے ایک پہلو میں غلو۔ اور دوسروں میں نقصان کا طریق اختیار کر لیں۔ قدرت نے اس کے تمام قوائے فطری کی ایک سی آبپاشی کی۔ اور اس کے وجود میں اپنے اس قول کو کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ کمال تک پہنچایا۔ اسی واسطے جہاں دوسرے نبیوں کی بعثت کے لئے الٰہی کلام میں ان کے حسب حال آمد اور رنگ کے استعارے استعمال کئے گئے ہیں۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کو خدا تعالےٰ نے خود اپنی آمد کہہ کر پکارا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس طرح خدا کی ہستی کی بہترین دلیل خود خدا کی ذات ہے۔ جو بغیر کسی بیرونی توسل کے خود اپنی قدرت و جبروت کے زور سے اپنے آپ کو منواتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی بہترین دلیل خود آپؐ کا وجود باجود ہے۔ جو اپنے ہر وصف میں ایک سی کشش اور ایک سی طاقت کے ساتھ دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کر رہا ہے ؛

نادر کرشمۂ قدرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت صرف ان روحانی کمالات تک محدود نہیں جو نبوت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بلکہ اس نادر کرشمۂ قدرت نے دین و دنیا کے جس میدان میں قدم رکھا ہے۔ وہاں حسن و احسان کا ایک کامل نقش اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ یہ دلائل و امثلہ کی بحث میں پڑنے کا موقعہ نہیں۔ ورنہ میں تاریخ سے مثالیں دے دے کر بتاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بچہ تھے تو بہترین بچہ تھے۔ اور جب جوان ہوئے تو بہترین جوان نکلے۔ ادھیڑ عمر کو پہونچے۔ تو ادھیڑ عمر والوں میں بے مثل تھے۔ اور جب بوڑھے ہوئے۔ تو بوڑھوں میں لاجواب ہوئے شادی کی تو بہترین خاوند بنے۔ اور جب بادشاہ بنے۔ تو دنیا کے بادشاہوں کے سرتاج نکلے۔ کسی کے دوست ہوئے۔ تو جہان کی دوستیوں کو شرما دیا۔ اور اگر کوئی آپ کا دشمن بنا تو اس نے آپؐ کو اپنا بہترین دشمن پایا۔ اس نے اپنی آنکھوں کو آپؐ کے سامنے ہمیشہ کے لئے نیچا کر دیا۔ فوج کی کمان لی تو دنیا کے جرنیلوں کے لئے ایک نمونہ بن گئے۔ اور سیاست کی تو سیاست کا ایک بہترین ضابطہ اپنے پیچھے چھوڑا۔ انتظامی حاکم بنے تو ضبط و نظام کی مثال بن گئے۔ اور قضا کی کرسی پر بیٹھے تو عدل و انصاف کا مجسمہ نظر آئے۔ فاتح بنے تو دنیا کے فاتحین کو ایک سبق دیا۔ اور کبھی کسی معرکہ میں حکمتِ الٰہی سے مفتوح ہوئے تو مفتوح ہونے کا بہترین نمونہ قائم کیا۔ معلم خیر بنے تو جذب و تاثیر میں عدیم المثال نکلے۔ اور عابد کا لباس پہنا تو تعبد کو انتہا تک پہونچا دیا۔ اور پھر ایسا نہیں ہوا کہ کبھی کسی وصف پر زور ہو اور کبھی کسی وصف پر۔ بلکہ اپنے اپنے موقعہ پر ہر وصف کا دوسرے اوصاف کے ساتھ ساتھ کامل طور پر ظہور ہوا۔ اور جب بالآخر خدا کی طرف سے واپسی کا پیغام آیا تو موت کا کیسا دلکش اور کیسا پیارا نقشہ پیش کیا۔ کہ نزع کا عالم ہے اور روح جسم کے ساتھ اپنی آخری کڑیاں توڑ رہی ہے۔

اور یہاں زبان پر یہ الفاظ ہیں کہ اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ یعنی "اے مسلمانو! تم خدا کی عبادت میں کبھی سست نہ ہونا کہ وہی ہر خیر و برکت اور ہر قوت و طاقت کا منبع ہے۔ اور دنیا میں جو لوگ تم سے کمزور ہوں۔ اور تمہارے اختیار کے نیچے رکھے جائیں اُن کے حقوق کی حفاظت کرنا۔" اور جب رشتۂ حیات ٹوٹنے کے لئے آخری جھٹکا کھاتا ہے تو آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ ہیں

اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

اللھم بالرفیق الاعلیٰ

یعنی "اے میرے آقا! تُو اب مجھے اپنی رفاقتِ اعلیٰ میں لے لے۔ مجھے اپنی رفاقتِ اعلیٰ میں لے لے۔

مطہر زندگی اور مطہر موت

یہ اسی پاک اور مطہر زندگی۔ اور پاک و مطہر موت کا اثر تھا کہ جب وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے چہرۂ مبارک پر سے چادر ہٹا کر آپؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا تو اس زندگی بھر کے رفیق کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے کہ طِبْتَ حَیًّا وَ مَیِّتًا۔ یعنی تو زندہ تھا تو بہترین زندگی کا مالک تھا۔ اور فوت ہوا تو بہترین موت کا وارث بنا۔" کیا کسی اور نبی کے اوصاف میں یہ ہمہ گیر افضلیت نظر آتی ہے بلکہ میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی اور نبی ایسا گزرا ہے جس کی زندگی اتنے مختلف پہلوؤں کے مناظر پیش کرتی ہو؟

من کلّ الوجوہ افضلیت

یہ اسی ہمہ گیر افضلیت کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے ایسی کامیابی مقدر کی جس کی مثال کسی اور نبی کی زندگی میں نہیں ملتی۔ بے شک خدا کے ازلی وعدہ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کے ماتحت ہر نبی کے لئے غلبہ مقدر ہوتا ہے۔ مگر غلبہ کے بھی مدارج ہیں۔ اور یقیناً جو غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصیب ہوا۔ اس کے سامنے دوسرے نبیوں کی کامیابی اسی طرح ماند ہے جس طرح سُورج کی روشنی کے سامنے دُوسرے اجرامِ سماوی کی روشنی ماند ہوتی ہے۔ غرض جس جہت سے بھی دیکھا جائے۔ جس پہلو سے بھی مشاہدہ کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ذات والاصفات دُوسرے رہنمایانِ عالم سے اس طرح ممتاز و فائق نظر آتی ہے جیسے ایک بلند مینار آس پاس کی تمام عمارتوں سے ممتاز و بالا ہوتا ہے۔ اور آپ کا یہ امتیاز کسی ایک وصف یا کسی ایک شعبۂ زندگی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہمہ گیر اور من کلّ الوجوہ ہے۔ اسی لئے جہاں دُوسرے انبیاء و مرسلین کی تعریف میں اُن کے خاص اوصاف کو چُن لیا جاتا ہے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقی تعریف سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ:-

"محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

خاکسار: خاکپائے رسولِ عربیؐ مرزا بشیر احمد

ہمارا رسُول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غیروں میں مقبول

ذیل میں ان سینکڑوں شہادتوں میں سے حسبِ گنجائش بطور مشتے از خروارے چند شہادتیں ان مفکرین، در اصحابِ قلم غیر مسلم حضرات کی نقل کی جاتی ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی مطالعہ اور پوری تحقیق کے بعد نبیٔ اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

(۱) "جس وقت تمام یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس وقت ایک روشن و چمکدار تارہ مشرق کے آسمان پر چمکا۔ اُس نے نہ صرف ساری دُنیا کو روشن کر دیا بلکہ تمام مصیبت زدہ مخلوق کو آرام و راحت پہونچائی۔ اسلام اُن مذاہب میں نہیں جو جھوٹے کہے جا سکتے ہیں۔ اگر ہندو احترام کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں۔ تو یقیناً وہ بھی میری طرح اس کا احترام کرنے لگیں گے۔"

(گاندھی جی)

(۲)۔ "حضرت محمدؐ صاحب بانیٔ مذہب اسلام منجملہ اُن بزرگ اشخاص کے ہیں جنہوں نے قانونِ قدرت کے موافق جہالت اور تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہو کر دُنیا میں بہت کچھ صداقت کی روشنی کو پھیلایا۔ اور لوگوں کو رُوحانی و دنیاوی ترقی کا راستہ دکھایا۔"

"تنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ ہی کہیں لیکن جو لوگ انصاف پسند اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی محمدؐ صاحب کی اُن بے بہا خدمات کو جو وہ نسلِ انسانی کی بہبودی کے لئے بجا لائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجہ کے تنگدل اور ناحق شناس لوگ ہیں۔"

سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب
مصنفہ پرکاش دیو جی

(۳)۔ "حضرت مسیح کی وفات کے چھ سو سال بعد جبکہ عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہو گئی تھی۔ ۳۰ر اپریل ۵۷۱ء کو حضرت محمدؐ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے بُت پرستی کو مٹا دیا۔ اور عرب کے وحشیوں کو نہایت متمدن بنا دیا۔ عام لوگ ان کی دیانتداری اور سچائی کے سبب ان کو امین کہہ کر پکارتے تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو سیدھا راستہ بتایا۔ اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی۔"

(دگریٹ ٹیچر مصنفہ ہربرٹ وائل)

(۴)۔ "حضرت محمدؐ ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو بُت پرستی سے روکا۔ اور افعالِ قبیحہ سے منع کیا۔ خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت۔ ہمدردی اور مساوات کے سبق سے ان کے دلوں کو لبریز کر دیا۔ غارت گری اور خون ریزی کو ممنوع قرار دیا۔ آپؐ دُنیا میں مصلحِ عظیم بن کر آئے تھے۔ اور آپؐ میں ایک ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو قوتِ بشری سے بہت زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے۔"

(کاؤنٹ ٹالسٹائی)

(۵)۔ "محمدؐ نہایت انصاف پسند۔ رحم دل اور با اخلاق ریفارمر تھے۔ ان کا تحمل اور صبر و استقلال، اخلاقِ انسانی کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔"

(لائف آف محمدؐ مصنفہ سر ولیم میور)

(۶)۔ "حضرت محمدؐ اور آپؐ کے اصحاب میں اشاعتِ دین کے ساتھ دلچسپی رکھنے کے علاوہ یہ وصف بھی پایا جاتا تھا کہ دوسرے اہلِ مذاہب کے ساتھ رواداری اور حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ اہلِ اسلام کی مظفر و منصور فوجوں نے خواہ ملک شام کو فتح کیا ہو۔ یا افریقہ میں علم تسخیر بلند کیا ہو۔ یا بحرِ احمر کو عبور کر کے بحیرۂ اسود میں پہنچے ہوں۔ غرض وہ جہاں کہیں بھی گئے ہوں قرآن کی تعلیم ان کے مدِّنظر رہی۔ اور انہوں نے کسی قوم کو بھی محض اس بناء پر تہِ تیغ نہ کیا کہ وہ اسلام قبول نہ کرتی تھی۔"

(رابن سن)

(۷)۔ "حضرت محمدؐ کا قلب نہایت صاف شفاف اور ان کے خیالات ہوا و ہوس سے بے لوث تھے۔ وہ نہایت سرگرم ریفارمر اور باخدا بزرگ تھے۔ آج بھی اُن کی صداقت کامیابی کے ساتھ نظر آتی ہے۔"

"اس روشن چشم۔ فراخ حوصلہ۔ کریم النفس۔ معاشرت پسند اور درد بھرے دل والے بادیہ نشین (حضرت صلعم) کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دُور تھے۔ اس شخص کی عظمت میں متانت کی شان نظر آتی تھی۔ اور اس کا شمار اُن لوگوں میں تھا جن کا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو فطرتاً بے لوث اور سچے ہوتے ہیں۔"

(ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ
مصنفہ ٹامس کارلائل)

(۸)۔ "ہر انصاف پسند یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی۔ آپ ظاہری شان و شوکت کو بالکل حقیر سمجھتے تھے۔ گھر کے ادنیٰ ادنیٰ کام خود کرتے تھے۔ آگ سلگاتے تھے۔ جھاڑو دیتے تھے۔ اپنی جوتیاں گانٹھتے، اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ جو کی روٹیاں کھاتے۔ مگر مہمانوں کو اچھے سے اچھا کھلاتے۔ بہر اعتبار آپ مقدس بزرگ تھے۔"

(ایڈورڈ گبن)

(۹)۔ "حضرت محمدؐ نہایت با اخلاق اور رحم دل بزرگ تھے۔ ان کی خدا پرستی اور عظیم فیاضی مستحقِ تعریف ہے۔ آپ اس قدر انکسار پسند تھے کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے۔ غریبوں سے بہت زیادہ محبت کرتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے۔ بکریوں کا دودھ دوہتے۔ اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ بیشک وہ مقدس پیغمبر تھے۔"

(سپیچز آف محمدؐ مصنفہ لین پول)

(۱۰)۔ "ہر ایک بانیٔ مذہب کی سیرت سے اس کے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت محمدؐ صاحب کی حدیثیں امرِ حق کی جامع نصیحتیں ہیں۔ اور اُن کے افعال نیکی کے نمونے۔ حضرتؐ کا مذہب شکوک و شبہات سے پاک ہے۔"

(ایڈورڈ گبن)

تربیتِ اولاد کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

—:(محمد حفیظ بقاپوری):—

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کامل نبی ہیں کہ ہر شعبۂ زندگی میں آپ کی حیاتِ طیبہ تمام لوگوں کے لئے کامل نمونہ ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں تمام مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (الاحزاب آیت ۲۲) تمہارے لئے یعنی اُن لوگوں کے لئے جو اللہ اور اُخروی دن سے ملنے کی اُمید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیئے۔

اس وقت ہم سورت احزاب کی مذکورۃ الصدر آیت کی روشنی میں آنحضورؐ کے اس اسوۂ حسنہ کی کسی قدر تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں جو تربیتِ اولاد سے متعلق ہے۔ ہمارے نزدیک کسی مسلمان مومن کا اپنی ذات تک صداقت کو قبول کر لینا جہاں بہت بڑی سعادت ہے وہاں اس کی یہ بھی بڑی بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد میں بھی اسلامی تعلیم کی قدر و منزلت قائم و دائم رکھنے کی اسی طرح کوشش اور سعی کرے جس طرح اس نے خود سے اسلام کی صداقت کو قبول کرنے کے لئے کی۔ اور یہ فرض بھی اپنی جگہ بہت زیادہ اہم ہے بلکہ اسلام اور احمدیت کے مستقبل کو زیادہ روشن بنانے کے لئے اس کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہے۔

تربیتِ اولاد

جہاں تک اولاد کی تربیت کا تعلق ہے۔ آپؐ ایک اعلیٰ مربی ہیں۔ سب سے پہلے تو آپؐ نے اپنا عملی نمونہ کامل طور پر پیش فرمایا ہے۔ کیونکہ جو دوسروں کی تربیت کرنا چاہتا ہے سب سے پہلے اُسے خود عملی نمونہ ہونا چاہیئے تا اس کے نمونہ کو دیکھ کر زیرِ تربیت افراد اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مربی خود خدا تھا اسی لئے اس نے اپنی غیر معمولی رحمت کے تحت آپ کی تربیت کے سامان کئے اگرچہ ولادت سے قبل ہی آپؐ کے والد ماجد وفات پا چکے تھے۔ اور صرف چھ سال ہی کی عمر شریف ہوئی تھی کہ ماں کی پُر شفقت گود سے محروم ہو گئے۔ پہلے اپنے دادا عبد المطلب آپؐ کے متکفل ہوئے۔ جب وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے تو آپؐ اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں رہے۔ باوجود یتیمی کی حالت میں پروان چڑھنے کے آپؐ پر یہ اللہ تعالیٰ ہی کا غیر معمولی فضل اور اس کی عنایت تھی کہ نہ صرف ہر قسم کے ادنیٰ اور رذائل اخلاق سے آپ کا دامن پاک وصاف رہا۔ بلکہ ہر شعبۂ زندگی میں اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہو کر جب آپؐ بڑے ہوئے تو ساری دنیا کے لئے تربیتی نقطۂ نظر سے بھی بہترین مربی ہوئے۔

آپ کی تربیت کا انداز بڑا ہی پیارا اور دلنواز تھا۔ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک موقعہ پر ایک بچہ آپؐ کے ساتھ ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھا رہا تھا۔ لقمہ اٹھاتے وقت بچے کا ہاتھ بوجہ بچپن ساری پلیٹ میں اِدھر اُدھر گھومتا دیکھ کر حضورؐ نے پیار سے فرمایا۔ اُسے نہ تو جھڑکا نہ زجر و توبیخ کی فرمایا کُل بِیَمِیْنِکَ وَ مِمَّا یَلِیْکَ۔ بیٹے! کھانا کھاتے وقت اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا کھاتے ہیں اور اپنی جانب سے لقمہ اٹھایا کرتے ہیں۔

(۲)۔ بچے کھیل رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرتے ہیں۔ تعلیم دینے کی خاطر انہیں خود السّلام علیکم کہتے ہیں۔ واقعہ ظاہری نگاہ میں بالکل معمولی سا ہے۔ لیکن اس کی تہ میں سبق بہت بڑا ہے۔ حضورؐ نے اپنے عمل سے واضح فرمایا کہ نوعمری میں بچوں کے لئے کھیل اور تفریح بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے عمدہ خوراک اور غذا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ دینی باتوں کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور بزرگوں کا کام ہے کہ اپنے عزیزوں کے حق میں دعائیں کرتے رہیں۔ یہ جو حضورؐ نے بچوں کو کھیلتے دیکھا تو ایک تو انہیں السلام علیکم کہنے کی تعلیم دی۔ مگر ساتھ ہی حضورؐ نے اُن کے حق میں دعا بھی فرمائی کہ بیٹا جیتے رہو۔ سلامت رہو۔ لمبی عمر پاؤ۔ ماں باپ اور قوم و ملت کے لئے سُکھ اور چین کا موجب بنو اور دنیا میں سُکھ اور سلامتی ہی بانٹو۔

(۳)۔ جہاں تک بچوں کی تعلیم کا سوال ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے لئے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی تعلیم کا خاص خیال کرتے رہے۔ چنانچہ

(ل) دینی تعلیم کا اندازہ اسی سے لگائیے کہ حضورؐ نے اپنی امت کے جملہ افراد کو ارشاد فرما رکھا ہے کہ جب بچہ سات برس کا ہو تو اُسے نماز پڑھنا سکھاؤ۔ اور جب دس برس کا ہو جائے تو اُسے سختی سے اس کا پابند بناؤ۔

(ب) حضورؐ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی دنیوی تعلیم کا بھی بڑا خیال رہتا تھا۔ باوجودیکہ پہلے زمانوں میں عربوں میں پڑھنے پڑھانے کا رواج نہ تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو اُمّی کہلانے میں وہ گونہ فخر محسوس کرتے تھے۔ لیکن یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا عظیم کارنامہ ہے کہ اُمّی عربوں کے اذہان کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف ایسا زبردست راغب کیا کہ بعد کا زمانہ اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ وہ ایک جہاں کے معلّم اور استاد بن گئے۔ دراصل یہ حضورؐ ہی کا دِلوں میں لگایا ہوا شوقِ تعلیم کا پودا تھا جو ایسا پروان چڑھا کہ اس کی شاخیں ساری دنیا میں پھیل گئیں۔ اور انواع و اقسام کے علوم و فنون میں عربوں نے دنیا کی قیادت کی۔ اور آج بھی بیسیوں قسم کے شعبہ ہائے علوم ہیں جن میں خود یورپ کو عربوں کی شاگردی کا اعتراف ہے۔

بالکل ابتدائی دَور کی بات ہے جنگِ بدر میں مکہ کے جو ستّر آدمی قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو حضورؐ نے اُن سے فدیہ لے کر آزاد کر دینے کا اعلان فرمایا۔ اس فدیہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں وہ چند مسلمان بچوں کو لکھائی پڑھائی سکھا دیں تو وہ آزاد ہوں گے۔ چنانچہ متعدد مسلمان نوجوانوں نے ان سے لکھنا پڑھنا سیکھا۔

(۴)۔ صغر سنی میں جو تعلیم دی جائے وہ بچے کے دماغ میں اچھی طرح راسخ ہو جاتی ہے اور اس کا نقش دیرپا رہتا ہے۔ حضورؐ نے اس اصولِ نفسیات سے ہمیشہ ہی فائدہ اٹھایا۔ اور اپنے صحابہ کو پوری تاکید فرماتے رہے۔ خود حضورؐ کا اپنا اُسوۂ حسنہ ذیل کے چند واقعات سے لگایا جا سکتا ہے:۔

(ل) حضرت امام حسنؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ حسنؓ اور حسینؓ دونوں بھائی حضورؐ ہی کی گودیوں پلے۔ اُن کا بیان ہے کہ مجھے بچپن کے زمانہ میں حضور کی ایک نصیحت خوب یاد ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَىٰ مَا لَا يُرِيبُكَ۔ شک والی بات چھوڑ کر یقین والا پہلو اختیار کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم بہت سی خرابیوں سے بچے رہو گے۔ یہ تو ایک چھوٹا سا عربی فقرہ تھا جو ننھے بچے کو صغر سنی میں حضورؐ نے سکھا دیا۔ اور انہوں نے بھی اُسے خوب یاد رکھا۔ لیکن اس کے معانی و مطلب اور پھر انسانی زندگی کے مختلف حالات کے پیشِ نظر اس پر گہری نظر کیجئے۔ اس کے سینکڑوں مفید پہلو خود بخود سامنے آتے جائیں گے۔ اور ہر موقعہ پر یہ زرّیں نصیحت آپ کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے گی—!!

(ب) حضرت امام حسنؓ ہی اپنے زمانۂ طفولیت کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں بچپنے میں حضرت حسنؓ نے گری پڑی کھجور اُٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ ننھے نواسے پر پڑ گئی۔ حضورؐ کو بخوبی علم تھا کہ یہ کھجور کیسی ہے۔ دیکھتے ہی فرمایا کَخْ کَخْ تھو! تھو! اور انگلی منہ میں ڈال کر اُسے نکال دیا۔ اور پیار سے فرمایا أَمَا تَعْلَمُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔ بیٹے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ کی چیز نہیں کھایا کرتے۔ اللہ! اللہ!! کیسا پیارا انداز ہے تربیت کا۔ اس چھوٹے سے واقعہ میں اور محبت بھرے طریقِ تعلیم میں کس قدر دُور رس اسباق پنہاں ہیں۔ خودداری کی تعلیم۔ غرباء کے حقوق کو اُن کے لئے محفوظ رکھنے کی تعلیم۔ اُن کے حقوق کو غصب کرنے سے اجتناب کی پُر حکمت تعلیم۔

اس موقعہ پر ہمیں اُن نادان والدین پر بڑا ہی افسوس آتا ہے جو یہ کہہ کر اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے مواقع کو ضائع کر دیتے ہیں کہ چھوڑو جی! ابھی بچہ ہے۔ بڑا ہوگا تو خود بخود جان جائے گا۔ حالانکہ یہی عمر تو اُن کے لئے اخلاقِ فاضلہ کے دھارے کو اچھائی یا بُرائی کی طرف موڑ دینے کی ہوتی ہے۔ اگر یہی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ننھے نواسے کی اس معمولی سی حرکت کو نظر انداز فرما دیتے۔ مگر حضورؐ نے ایسا نہیں کیا۔ اس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق پنہاں ہے حقیقت یہ ہے کہ چوری کرنے۔ مانگنے۔ لالچ۔ غیر سیر چشمی کی سب بدعادتوں کی بنیاد صغر سنی ہی میں پڑتی ہے۔ اور رسول اللہؐ کا تربیتی اسوۂ حسنہ ہر سمجھدار گھرانے کے لئے بڑی ہی برکتوں

اور رحمتوں کا باعث، اور ذریعہ ہے۔

(۵)۔ سیر چشمی کی بات علیٰ سبیل التذکرہ اُوپر آگئی تو اس ضمن میں بھی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی صغر سنی کا ایک بڑا ہی پُرلطف، اور وجد انگیز واقعہ سُنتے جایئے۔ آپ جانتے ہیں کہ یتیمی ہی کی حالت میں آپ نے ہوش سنبھالا۔ پہلے دادا نے کفالت کی پھر ابو طالب۔ چچا کے گھر میں پرورش پائی یہ واقعہ اسی زمانہ طفولیت سے متعلق ہے۔ اور اسی گھر کا ہے۔ اس وقت کے عینی گواہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے چچا ابو طالب کوئی چیز بچوں کے کھانے پینے کی لاتے اور ان کی غیر حاضری میں آپؐ کی چچی وہ چیز بچوں میں تقسیم کرنے لگتیں تو جس طرح عام گھروں میں بچوں کا طریق ہوتا ہے سب بچے ماں کو لپٹ جاتے۔ یہ ہمارا پیارا آقا جو ابھی بچپن کی عمر سے گذر رہا ہے۔ اُس نے کبھی بھی کسی چیز کو للچائی نگاہوں سے نہیں دیکھا۔ بلکہ بہت ہی کوہِ وقار بنے رہے۔ آپؐ کی اسی حالت کو دیکھ کر بسا اوقات ابو طالب جو اچانک موقعہ پر پہنچ جاتے تو ان پر اس کا بڑا اثر ہوتا۔ بیوی کو مخاطب کر کے کہتے "میرے بیٹے کو بھی دو !!" مگر یہ کوہِ وقار بڑی ہی سیر چشمی سے الگ بیٹھے رہتے۔ مل گیا تو لے لیا۔ نہ ملا تو کوئی شکوہ نہیں۔

ہم بچوں والے ہیں۔ خود ہم میں سے ہر ایک پر بچپن کا زمانہ آیا۔ ذرا اس بات کا موازنہ تو کیجئے — !! ہمارا محمد پیارا محمدؐ ہر صفت اور ہر عادت میں بس عجیب نرالی شان رکھتے ہیں۔

اللھم صلّ علیہ و آلہٖ وسلم۔

(۶)۔ بیشک اولاد کی تربیت کا اہم زمانہ تو اُن کی طفولیت کا زمانہ ہی ہے۔ لیکن بچے جب جوان ہو جائیں اور اپنے گھر میں آباد بھی ہو جائیں۔ تو اسوۂ نبوی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ ماں باپ پھر بھی ماں باپ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پدرانہ شان اس وقت بھی قائم رہی۔ اپنی اولاد کی دینی فلاح و بہبود کو اس وقت بھی پیشِ نظر رکھا —

روایت آتی ہے کہ حضور بالعموم وقتاً فوقتاً اپنی بیٹی فاطمہؓ کے ہاں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقعہ کی بات ہے کہ دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ اسی دوران حضورؐ نے دریافت فرمایا اچھا تم لوگ تہجد کے لئے بھی صبح اُٹھتے ہو؟ حضورؐ کے داماد حضرت علیؓ کہنے لگے "جس دن خدا جگا دیتا ہے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں جس دن نہیں جگاتا۔ اُٹھ نہیں سکتے"۔ حضور کو یہ اندازِ جواب کچھ پسند نہ آیا۔ آپؐ جانے لگے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا "وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْئٍ جَدَلًا" کہ انسان ہر بات سے کوئی حجت بازی کی دلیل اپنے حق میں نکال ہی لیتا ہے۔ اور اس سے غرض حضرت علیؓ کے نادرست جواب کی طرف اشارہ کرنا تھا —!!

(ب)۔ حضورؐ کی اپنی اسی بیٹی کے گھر کا ہی ایک اور واقعہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی گھریلو بات پر معمولی سی تکرار ہو گئی۔ حضرت علی خفا ہو کر دوپہر کو مسجد چلے گئے۔ اتفاق سے حضورؐ بھی اسی وقت اپنی بیٹی کے گھر آنکلے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ پیارے داماد (اور چچا زاد بھائی) گھر پر موجود نہیں۔ اور خفا ہو جانے کی بات کا بھی غالباً علم ہوا ہی ہو گا۔ تلاش کی غرض سے باہر نکلے۔ مسجد پہنچے تو انہیں مسجد کے فرش پر لیٹا پایا جسم فرش کی مٹی سے گرد آلود ہو چکا تھا۔ حضور آگے بڑھے۔ جسم سے گرد جھاڑتے ہوئے پیار سے فرمایا "قُمْ یَا اَبَا تُرَاب، قُمْ یَا اَبَا تُرَاب" (اور اس سے حضرت علیؓ کو ابو تراب بھی کہا جانے لگا)۔ بیٹی اور دامادی کے تعلقات کس قدر نازک ہوتے ہیں۔ کتنے گھرانے ہیں جو اپنی بیٹی کی معمولی سی شکایت سُن کر برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے داماد کو سخت سُست کہنے سے نہیں چوکتے بلکہ ایسے ہی واقعات سے کئی گھرانے برباد بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہو پاتی۔ حضورؐ بڑی ہی حکمتِ عملی سے اور نہایت پیار اور محبت کے ساتھ سب معاملات سلجھا دیتے ہیں۔ اور بیٹی اور داماد کی باہمی شکر رنجی کی بات کسی نوع سے طول پکڑنے کی بجائے کانوں کان سُنی نہیں جاتی ہے۔ اللہ اکبر!!

یہ ہے پاک نمونہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن والدین کے لئے جو اپنی بیٹی کو شادی کر دینے کے بعد اُسے اُجاڑنے کے لئے نہیں بلکہ اس کا گھر ہر طرح آباد اور خوش و خرم رکھنے کے متمنی ہوتے ہیں۔ ایسے گھریلو تنازعات ہمیشہ بات کا بتنگڑ بنانے سے طول طویل ہو کر خوفناک نتائج پر منتج ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن اگر اسوۂ نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے ابتداء ہی میں ان کو دانشمندی سے سُلجھا دیا جائے تو جو خیر و برکت اس طریق سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مثال نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عملی نمونہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ماں باپ پر اپنی اولاد کی تربیت کا فریضہ اولاد کی اسی عمر تک ختم نہیں ہو جاتا جب وہ چھوٹے ہوں۔ اور بیاہے نہ گئے ہوں۔ بلکہ بیاہ شادی کے بعد بھی جب تک وہ زندہ ہیں اُن کی پدرانہ شان اُن سے ایسی ہی بہترین راہنمائی کا تقاضا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اُسوۂ نبویؐ کو ہر دم پیشِ نظر رکھیں اور اس کے مطابق عمل درآمد کرتے رہیں کہ اسی میں ہماری دینی اور دنیوی فلاح و بہبود کے سامان ہیں۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وّ اٰل محمدٍ کما صلّیت علیٰ ابراھیم و علیٰ اٰلِ ابراھیم انّک حمید مجید۔

محترم مکرم سیّد اختر احمد صاحب اورینوی

مُعجزانہ طور پر صحت یاب ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ سلسلہ کے ممتاز خادم اور اُردو زبان کے مستند ادیب جناب سید اختر احمد صاحب اورینوی جو ایک عرصہ سے بعارضہ سپازم بیمار تھے انہیں بغرض علاج امریکہ بھی لے جایا گیا مگر مرض میں چنداں افاقہ نہ ہوا۔ اب پٹنہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہ کر معجزانہ طور پر صحت یاب ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ انہیں اس تکلیف سے بکلی شفا ہو گئی ہے۔ محترم سید صاحب کے حالیہ علاج معالجہ اور پھر صحت یاب ہو جانے کے بارے میں ان کی بیگم محترمہ شکیلہ اختر صاحبہ کا ایک مفصل گرامی نامہ حضرت امیر صاحب مقامی قادیان کے نام موصول ہوا ہے۔ جسے مکمل طور پر ہم ذیل میں درج کرتے ہیں تا احبابِ جماعت کو اپنے بھائی کی صحت کے بارے میں تفصیلی علم بھی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور حضور انور کی دُعاؤں کی قبولیت پر ازدیادِ ایمان کا باعث بھی ہو۔ اس سلسلہ میں یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ محترم اختر صاحب جنہیں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عشق کی حد تک محبت ہے، حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم الشان زندگی کے متعلق ایک کتاب "مقامِ محمودؓ" لکھ رہے ہیں جس کا قریباً نصف حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ محترم اختر صاحب کی معجزانہ شفایابی میں ممکن ہے اس سعادت کا بھی حصہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اختر صاحب کے ذریعہ اس کام کی تکمیل کروانا چاہتا ہو۔ ہماری دُعا ہے کہ ایسا ہی ہو ——— (ایڈیٹر بدر)

محترمہ بہن شکیلہ اختر صاحبہ بتاریخ ۲۷ مارچ ۱۹۷۴ء پٹنہ سے تحریر فرماتی ہیں:-

"میرے محترم! آپ لوگوں کو اس خبر سے بہت خوشی ہو گی کہ میرے مولا کریم نے اپنے غلام، اختر کو اپنی عظیم طاقتوں سے معجزانہ طور پر بالکل اچھا کر دیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مَیں نے کرجی ہوسپٹل سے حضور میاں صاحب کی خدمت میں تفصیل سے لکھا تھا کہ اختر صاحب کو اسپزم کی زیادتی کی وجہ سے جب کھانے پینے میں سخت تکلیف ہونے لگی تب ڈاکٹر رمیش چندرا نیورو سرجن نے جس کے علاج میں اختر صاحب تھے۔ ناک کے ذریعہ رائس ٹیوب ڈالنے کو کہا تھا۔ جو کہ ایک نرس کی غلطی سے بجائے کھانے کی نالی کے پھیپھڑے کی نالی میں چلی گئی۔ جس کی وجہ سے بڑی ایمرجنسی ہو گئی۔ اختر صاحب کو آٹھ گھنٹے تک حلق کے ذریعہ آکسیجن دیا جاتا رہا تھا۔ اور سک کرنے والی مشین سے پھیپھڑے کے اندر سے پانی وغیرہ نکالا جا رہا تھا۔ یقین کیجئے حضور کہ اس روز میرے رب کریم نے اپنے اختر کو معجزانہ طور پر بچایا تھا اور یقینی اس دن ایک نئی زندگی بخشی تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اسی روز ویسی ہی ایمرجنسی کی حالت میں کمرے کے اندر ہی پھیپھڑوں کا ایکسرے لیا گیا تھا۔ اور دوسرے دن ٹی۔ بی کے ماہر ڈاکٹر اے۔ ام چیٹرجی کو معائنہ کرنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ انہوں نے ایکسرے جو دیکھا تو حیران رہ گئے کہ اتنے سخت قسم کی ٹی۔ بی ۱۹۳۷ء میں بغیر دواؤں کے کیسے اچھی ہو گئی تھی۔ مَیں نے بتایا کہ صرف دُعاؤں کا ہی معجزہ تھا۔ جس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہاں، یہ معجزہ ہی تھا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ٹی۔ بی کو ایک لمبا عرصہ گذر چکا ہے، مَیں چاہتا ہوں کہ ٹی۔ بی کی جو موجودہ دوائیں نکلی ہیں ان کا پورا ایک کورس شروع کر دیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ پھیپھڑوں کے چاروں طرف کیلشیم کے دانے بھر گئے ہیں جو ہمیشہ ٹی۔ بی کیس میں ہوا کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کیلشیم کے انہی دانوں میں سے ایک آدھ دانہ برین میں چلا گیا ہے جو وہاں کنٹرول کرنے والے نرو کو ڈسٹرب کر رہا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے اتنا تکلیف دہ اسپزم ہے۔ اگر میرا خیال ٹھیک نکلا تو ٹی۔ بی کے اس کورس سے ہی اسپزم رک جائے گا۔ بس اسی دن سے ٹی۔ بی کی پوری دوائیں اور انجکشن وغیرہ شروع کر دیئے گئے۔ اور الحمد للہ کہ دس ہی دنوں میں میرے ربّ العالمین نے اپنی طاقتوں کا یہ نشان دکھلایا کہ (باقی ص۱۵ پر)

یوم مسیح موعودؑ کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات پر جلسے

مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ (کشمیر)

مورخہ ۲۴ر مارچ کو زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض محترم عبد المجید صاحب ٹاک سیکرٹری امور عامہ نے ادا کئے۔ عزیزم مظفر احمد صاحب کی تلاوت اور عزیزم شمس الدین صاحب کی نظم خوانی کے بعد پہلی تقریر محترم عبد المجید صاحب ٹاک بی اے ایل ایل بی۔ نے زیر عنوان صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں قرآن مجید کے بیان کردہ تین معیار صداقت، ضرورت زمانہ، سابقہ انبیاء کی پیشگوئیاں اور نصرت الٰہی کو بوضاحت بیان کرتے ہوئے حضورؑ کی صداقت کو ثابت کیا۔

دوسری تقریر محترم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ اسلام آباد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پیدا کردہ روحانی انقلاب کے عنوان پر کی۔ آپ نے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی زبوں حالی اور بدعقائد کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے ذریعہ بمطابق یحیی الدین ویقیم الشریعۃ ان کی اصلاح وتجدید کو بیان کیا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ذریعہ جس فعال اور مستعد جماعت کا قیام فرمایا اس کا تفصیلاً ذکر کیا۔ آخر میں صدر جلسہ نے صدارتی خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی کے بارے میں پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے مخالفین اور معاندین کی ناکامی اور نامرادی کو بیان کیا۔ اور حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کے چند پہلوؤں پر سیر کن روشنی ڈالی بعدہٗ خاکسار نے مجلس خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرایا۔ اور محترم عبد المجید صاحب میر نے دعا کرائی۔ اور جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

خاکسار محمد سلیم زاہد قائم مقام قائد مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ۔

جماعت احمدیہ کیرنگ

مرکزی ہدایت کے ماتحت جماعت احمدیہ کیرنگ نے محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ کیرنگ کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود بعد نماز مغرب وعشاء منایا۔ محترم مولوی انیس الرحمٰن صاحب کی تلاوت قرآن پاک اور محترم حنیف خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی نظم خوانی کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ (۱) محترم مولوی یٰسین خان صاحب معلم مدرسہ احمدیہ (۲) محترم مولوی ظہور الدین صاحب بی اے۔ (۳) محترم مولوی گلاب الدین صاحب معلم (۴) محترم مولوی انیس الرحمٰن صاحب (۵) محترم مولوی نصیر الدین صاحب اور خاکسار کی تقریر جو کہ حضور علیہ السلام کی آمد کی غرض اور پیشگوئیاں اور صداقت پر تھی مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

آخر میں صاحب صدر نے تقریر کی اور خاکسار نے دعا کے بعد جلسہ کی کارروائی کا اختتام کیا۔ کافی تعداد میں انصار خدام۔ لجنہ اور اطفال نے شرکت کی۔ لاؤڈ اسپیکر اور لائٹ کا انتظام بھی تھا۔

خاکسار سید فضل عمر کٹکی عفی اللہ عنہٗ مبلغ جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)

جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور

بوجہ علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہونے کے وسیع پیمانے پر تو جلسہ نہ ہو سکا البتہ جلسہ یوم مسیح موعود کی خاص اہمیت کے پیش نظر مسجد احمدیہ برہ پورہ میں ۲۴ر مارچ کو بعد نماز ظہر وعصر منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز مکرم سید صدر الدین صاحب کی صدارت میں مکرم سید عبد الغنی کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد عزیزم سید عبد الرفیع نے در ثمین سے "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" نظم سنائی۔ بعدہٗ مکرم محمد نظیر خان صاحب نے "مسیح موعودؑ کی تیار کردہ جماعت" کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم سید عبد الغنی نے "امام مہدی کا ظہور" کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد مکرم عبد القیوم صاحب نے "زلزلہ" سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم ترنم سے سنائی جسے بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد عزیز انور رضا خان نے "حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ و تعلیمات" پر عزیزم اشفاق احمد نے "لیکھرام سے متعلق ایک واقعہ" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اور پھر عزیزم سرور رضا خان نے "عہد اطفال الاحمدیہ" زبانی دوہرایا۔ اور عزیزم آفاق احمد نے سورۃ الجمعہ کی تلاوت کی۔ اس کے بعد مبلغ سلسلہ مکرم محمد حمید صاحب کوثر مولوی فاضل نے مسیح موعودؑ کی تعلیمات اور آپؑ کی حیات طیبہ اور شرائط بیعت کو پیش کرتے ہوئے ایک مبسوط تقریر فرمائی اور ساتھ ہی تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ مکرم سید فیروز الدین صاحب سیکرٹری مال نے "صفات باری تعالیٰ سے متعلق عوام وخواص کی غلط فہمیوں کے ازالہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ اسی طرح مکرم محمد شمیم الدین صاحب سیکرٹری تعلیم وتربیت نے "مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت کی بے پناہ ترقیات" کے موضوع پر ایک عمدہ تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مکرم عبد القیوم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ سے متعلق انگریزی میں ایک تقریر کی۔ جس کے بعد مکرم محمد اظہر خان صاحب کی "حضرت مسیح موعود کا عشق رسول" کے موضوع پر ایک پُر از معلومات تقریر ہوئی جو کافی دلچسپ رہی۔ اور پھر عزیزم علی رضا نے درثمین سے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ خاکسار محمد عبد الباقی کی "مسیح موعودؑ کا مشفقانہ سلوک دوستوں اور دشمنوں سے" کے موضوع پر ایک مختصر تقریر ہوئی۔ آخر میں مکرم سید صدر الدین صاحب نے ایک پُر از معلومات صدارتی تقریر فرمائی۔ اور پھر اجتماعی دعا کے بعد قریب پانچ بجے تمام جلسہ کا اختتام ہوا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر جہت سے بابرکت بنائے آمین۔

خاکسار عبد الباقی صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ

لجنہ اماء اللہ برہ پورہ

مورخہ ۲۳ر مارچ بروز ہفتہ خاکسارہ کے مکان پر مقامی لجنہ اماء اللہ کی طرف سے بعد نماز ظہر زیر صدارت محترمہ فاطمہ خاتون صاحبہ، جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد سب سے پہلے محترمہ فاطمہ خاتون صاحبہ نے "حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات" کے موضوع پر تقریر۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں رسومات سے بچنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد خاکسارہ کو تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسارہ نے اپنی تقریر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر کیا جو موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت اور امام مہدیؑ کے ظہور سے متعلق ہیں اور بتایا کہ امام مہدیؑ قادیان میں ظاہر ہو گئے ہیں اور آپ کے ذریعہ ایک نمایاں جماعت قائم ہوئی جو جماعت احمدیہ ہے۔

تیسری تقریر مبلغ سلسلہ مکرم محمد حمید صاحب کوثر نے کی جس میں آپ نے ۲۳ر مارچ یوم مسیح موعود کا تاریخی پس منظر بیان کر کے دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائے اور تمام ممبرات لجنہ کو ان پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار شمیم بیگم نائب سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ برہ پورہ۔

عید کی قربانیاں

بیرونجات کے ایسے احباب جو عید الاضحیہ کے موقعہ پر اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ان کی قربانی کا جانور قادیان میں ذبح ہو اور اس سلسلہ میں ان کی طرف سے رقوم موصول ہوتی ہیں۔ ذیل میں اسی سلسلہ کی دوسری قسط شائع کی جاتی ہے۔ ان احباب کی طرف سے قربانیوں کی رقم ۱۹۷۳ء کے دوران موصول ہوئی اور ان کی طرف سے قربانیاں کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے آمین۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

(۱)۔ مکرم محمد بشیر الدین صاحب ولد عبد الرحیم صاحب راۓپور	۱۰۰-۰۰
(۲)۔ مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت سید داختر صاحبہ لندن	۹۲-۰۰
(۳)۔ مکرم صوفی صاحب ساشمو گہ	۱۰۰-۰۰
(۴)۔ " سید جہانگیر علی صاحب دو قربانیاں	۲۰۰-۰۰
(۵)۔ " محمد اعظم صاحب محبوب نگر	۳۱-۰۰
(۶)۔ جماعت احمدیہ بوگور معرفت مکرم محمود احمد صاحب مبلغ انگور	۲۹۸-۰۰
(۷)۔ جماعت احمدیہ کلکتہ	۵۱۰-۰۸
(۸)۔ مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ بنت محمد یونس صاحب قریشی۔ بمبئی۔	۱۲۱-۰۰
(۹)۔ " ساجدہ بیگم صاحبہ چار قربانیاں (ساجدہ صاحبہ خود۔ منیر صاحب۔ حبیبہ صاحب ساجدہ وخسر ساجدہ صاحبہ)	۴۴۵-۰۰

درخواست دعا: میری امی جان کی طبیعت کچھ عرصہ سے ناساز ہے اس غرض میری بیا اور بھائی بکھا انہی سے پریشان ہیں۔ ان سب کی شفاء کاملہ عاجلہ کیلئے نیز میری خالہ جان کی ڈگری کی نکالنے ایک دکان بند ہونے سے دائر کیا ہے۔ فیصلہ ہمارے حق میں ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار ظہیر احمد محبوب شیخ پٹنہ۔

درخواست ہائے دعا

(۱)۔ خاکسار کے میٹرک کا امتحان ۱۴ر مارچ کو ہوا ہے تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ خاکسار کے لئے درد دل سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عاجز کو اعلیٰ درجہ پر کامیابی عطا فرمائے۔ خاکسار حفیظ الدین احمد احمدی (اڑیسہ)

(۲)۔ خاکسار کے والد محترم مولوی احمد اللہ صاحب فاضل چند ماہ علیل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تکلیف میں کافی افاقہ ہوگئی ہے لیکن حد سے زیادہ کمزور ہوگئے ہیں۔ جملہ احباب جماعت سے کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار حمید اللہ سینئر اکونٹنٹ گانڈ مولا (کشمیر)

(۳)۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ کی طبیعت کچھ عرصہ سے ناساز چلی آرہی ہے۔ گلے میں درد ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت مشوش رہتی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ محترمہ والدہ صاحبہ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار سید شوکت علی احمدی کرنول۔

(۴)۔ خاکسار ایک امتحان میں شریک ہو رہا ہے گذشتہ سال صرف ۴ نمبروں کی کمی سے فیل ہوا تھا۔ بزرگان سلسلہ اور تمام احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم اس عاجز کو اس سال نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ خاکسار شکیل احمد طالب علم احمدی۔ میتہ وارڈ۔ شوپیاں (کشمیر)

(۵)۔ (الف) خاکسار کو ملازمت کے سلسلہ میں کچھ پریشانیاں ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان پریشانیوں اور رکاوٹوں کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔

(ب) خاکسار کے دو بہت ہی عزیز دوست ہیں۔ اور خاکسار کی شدید خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نور ایمان سے منور کرے۔ سب احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار نظیر احمد خان برہ پورہ

(۶)۔ خاکسار کو الکٹرک ڈیپارٹمنٹ میں سات سال مستقل ملازمت کرنے کے بعد کسی پلان کے تحت علیحدہ کیا گیا تھا۔ مزید کوشش کے بعد نظامت سے احکامات ملے تھے کہ تقرر کیا جائے گا۔ لیکن بلا وجہ پریشان کرکے احکامات نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ میری ملازمت کے آرڈر ملنے کے لئے درویشان قادیان اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد معین الدین احمدی چندا پور۔

(۷)۔ مکرم عبدالشکور صاحب آف بے پور کچھ عرصہ سے موتیا بند کے باعث چلنے پھرنے اور لکھنے پڑھنے سے معذور ہیں۔ مارچ کے شروع ہفتہ میں اُن کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن کی کامیابی کے لئے تمام احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ (ناظر بیت المال آمد)

(۸)۔ مکرم شیخ منیر صاحب کیرنگی پر فالج کا حملہ ہونے کے باعث تقریباً ایک ماہ سے جنرل ہسپتال کٹک میں زیر علاج ہیں۔ زبان بند ہے۔ دائیں جانب کے ہاتھ پیر بے حس ہوگئے ہیں جملہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے تا مولا کریم انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرماتے ہوئے ان کے لواحقین کی جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔ خاکسار سید محمد موسیٰ مبلغ او۔ ایم۔ پی کٹک شہر۔

(۹)۔ میرے منجھلے لڑکے منیر احمد کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے لڑکے کو صحت عطا فرمائے۔ مبلغ پانچ روپے بطور صدقہ ارسال کئے ہیں۔ خاکسار غلام محمد احمدی از اندیال (آندھرا)

(۱۰)۔ عزیز احمد طاہر ابن مکرم محمد شفیع صاحب امسال میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ بزرگان جماعت کی خدمت میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ انہوں نے اعانت بدر میں مبلغ پانچ روپے ارسال کئے ہیں۔ خاکسار بشارت احمد محمود کارکن دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

(۱۱)۔ (الف) ہمشیرہ صاحبہ ملک صلاح الدین صاحب کی حالت بہت تشویشناک ہے کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ب) حوالدار محمد ابراہیم صاحب پٹھانہ تیر دس گیارہ گز اونچی جگہ سے گر گئے۔ چوٹ سے بہت تکلیف میں ہیں۔ درخواست دعا ہے۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

(۱۲)۔ خاکسار کی مالی حالت کمزور ہے، مالی حالت درست ہو جانے کے لئے۔ خاکسار کی بیوی کی صحت عرصہ سے خراب چلی آرہی ہے۔ اس کی صحت یابی کے لئے۔ خاکسار کا لڑکا آٹھویں کلاس کا امتحان دے رہا ہے اس کی کامیابی کے لئے۔ دیگر بچوں کے ذہن تعلیم کے لئے کھل جانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار شریف احمد سیکرٹری مال ہمارکوٹ۔

(۱۳) میری اہلیہ سخت بیمار ہیں۔ پیٹ میں شدید درد محسوس کرتی ہیں۔ ڈاکٹر اپریشن کرنا چاہتا ہے۔ چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کرنا میرے واسطے بہت ہی مشکل ہے۔ بہت ہی پریشانی میں ہوں درویشان قادیان و دیگر احباب کرام سے ان کی کامل شفایابی اور صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار: جماعت محمد احمدی موسیٰ بنی مائنز۔

(۱۴) عزیز صلاح الدین رشی ابن مکرم غلام رسول صاحب رشی آف آسنور کشمیر تین ماہ سے بیمار ہے۔ باوجود علاج کے ابھی تک بچے کو صحت نہیں ہوتی۔ احباب جماعت کی خدمت میں اس بچے کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے!

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ مئی ۱۹۷۴ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بذریعہ اخبار بدر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمہ کا چندہ اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں تاکہ آئندہ آپ کے نام پرچہ جاری رہ سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے آپ کا اخبار بند ہو جائے اور کچھ وقت کے لئے مرکزی حالات، اہم دینی اعلانات اور علمی مضامین کی آگاہی اور استفادہ سے محروم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

مینیجر بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۷۲۲	مکرم غلام حسین صاحب	۱۸۴۴	مکرم سید مسعود احمد صاحب
۷۲۱	״ طیب علی صاحب بنگال	۱۸۶۴	״ اے۔ ڈی۔ پوڑی صاحب
۱۰۰۸	״ ابو عبدالرزاق صاحب	۱۸۶۷	״ ایس۔ ایچ۔ احمد صاحب۔
۱۰۲۲	״ حافظ یاسین صاحب	۱۸۸۴	״ فیض احمد صاحب شحنہ
۱۰۶۹	״ مرزا اطہر بیگ صاحب۔	۱۹۸۳	״ رفیق احمد صاحب
۱۰۹۷	״ ایس۔ اے۔ غنی اللہ صاحب	۲۰۰۸	״ عبدالستار رحمان صاحب
۱۱۸۲	״ مرزا احمد [illegible] بیگ صاحب	۲۰۲۲	محترمہ زینت النساء بیگم صاحبہ
۱۲۰۶	״ محمد شفیع صاحب	۲۰۹۷	״ مسز طاہر احمد صاحبہ
۱۲۱۵	״ ناصر احمد صاحب	۲۱۰۴	״ صادقہ بیگم صاحبہ۔
۱۲۵۲	״ عبدالرزاق صاحب	۲۱۰۰	״ کبریٰ بیگم صاحبہ۔
۱۲۷۳	״ محمد بشیر خان صاحب	۲۱۱۶	مکرم مختار احمد صاحب بردوان
۱۲۸۱	״ غلام احمد صاحب مجید	۲۱۲۵	״ محبوب احمد خان صاحب
۱۴۲۲	״ عبدالسلام صاحب	۲۲۱۰	״ شمشاد علی صاحب
۱۴۲۵	״ نثار احمد صاحب	۲۲۲۴	״ آدم خان صاحب
۱۴۶۸	״ شمیم احمد ربانی صاحب	۲۳۱۵	״ قاسم سجاد صاحب۔
۱۵۲۹	״ امین العارفین صاحب۔	۲۳۲۹	״ ایس عبدالعزیز صاحب۔
۱۵۵۱	״ ایس۔ ایم۔ ظفر حسن صاحب	۲۳۳۰	״ پروفیسر ہیرالال صاحب چوپڑہ۔
۱۵۵۸	״ محمد عبدالمجید صاحب۔	۲۳۴۱	״ عبدالشکور صاحب شوپاڑوی
۱۵۶۲	״ محمد بشیر صاحب۔	۲۳۴۲	״ بابو تاج الدین صاحب
۱۵۶۹	״ شرافت احمد خان صاحب	۲۳۴۴	״ برکت علی خان صاحب۔
۱۶۴۷	محترمہ قدسیہ سلطانہ صاحبہ	۲۴۳۲	״ ظہیر احمد صاحب کاماریڈی۔
۱۶۷۰	مکرم اے۔ ایچ کمانی صاحب	۲۴۴۴	״ منصور احمد خان صاحب
۱۶۸۷	״ منظر الاسلام صاحب	۲۴۵۸	״ منور احمد صاحب۔
۱۶۹۰	״ راجہ محمد ابراہیم صاحب۔	—	—٭—

(۱۵)۔ محترم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب سکندر آباد کی چھوٹی بچی عزیزہ صدیقہ الہ دین ۲۶ر مارچ کو سکندر آباد سے روانہ ہوکر ۲۸ر مارچ کو بمبئی سے بذریعہ طیارہ اپنے سسرال چلی گئی ہیں ازدواجی زندگی کے کامیاب اور پرسکون ہونے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ محترم سیٹھ علی محمد صاحب اُن تمام بزرگان و احباب جماعت کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس سلسلہ میں اپنی پُرخلوص دعاؤں سے امداد فرمائی ہے فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

(۱۶)۔ (الف) مکرمہ اہلیہ صاحبہ غلام احمد صاحب چرگاؤں ضلع جھانسی دینی و دنیاوی ترقیات پانے اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ انہوں نے تبلیغ کی غرض سے ایک پرچہ اخبار بدر غیر از جماعت دوست کے نام جاری کرایا ہے۔

(ب)۔ مکرم محمد شفیع صاحب خانپور ملکی بہار کثیر العیال ہیں۔ آمدنی بہت قلیل ہے۔ اچھا روزگار مل جانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ج)۔ ان دنوں سکولوں کے بچے بچیاں امتحانات دے رہے ہیں۔ سب کی کامیابی کیلئے دعا فرمائی جائے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

وادیٔ مکّہ سے آفتاب رسالتؐ کا طلُوع

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

جاؤ! تم سب آزاد ہو ــــ اور ساتھ ہی نبی اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کے الفاظ میں فرمایا: ”لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ“۔
(سورۃ یوسف آیت: ۹۳)

جاؤ! تم پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہ ہوگی۔ اللہ بھی تمہارے قصور معاف کرے۔ وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

یہ تھی آپؐ کی عظیم سیاسی فتح کے ساتھ ساتھ عظیم اخلاقی فتح۔ اور آپؐ کی شخصیت کی ارفع شان۔ کامل اقتدار کے وقت اپنے قاتلوں، خون کے پیاسوں اور ایک لمبی مدت تک امن وامان کو برباد کرنے والوں کو یکدم معاف کر دیا ــــ!!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اخلاقِ فاضلہ کو دیکھ کر مخالفین کی آنکھوں سے بھی جہالت کے پردے ہٹ گئے۔ تب آپؐ ہی کی زندگی میں دُنیا نے یدخلون فی دین اللّٰہ افواجًا کا منظر بھی دیکھ لیا ــ!! اور جب ۶۳ سال کی عمر میں آپؐ کو اپنے آسمانی آقا کی طرف سے آخری بُلاوا آیا تو جزیرۃ العرب سارے کا سارا اس مبارک نُور سے منوّر ہو چکا تھا۔ آفتابِ رسالتؐ کے طلوع ہونے سے ساری دُنیا کے لئے ہی روشنی کے سامان مہیا کئے گئے تھے۔ پھر یہ نُور صرف اُسی زمانہ کے لئے ہی محدود نہ تھا بلکہ اس کا افاضۂ رُوحانی تا قیامت جاری رہنا ہے۔ چنانچہ اسی آفتابِ رسالتؐ کی رُوحانی ضیا پاشی کا زبردست ثبوت اس زمانہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا وجود ہے۔ جسے اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کے بارہ میں الہامًا فرمایا گیا ؎

بر تر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزّمان ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

دعائے مغفرت

(۱) خاکسار کے نہایت ہی شفیق اور پیارے چچا جان محترم میجر ڈاکٹر محمد عبد الرحمٰن صاحب ابن بزرگوار محترم حضرت چوہدری عبد الرحیم صاحب قادیانی مرحوم درویش مورخہ ۱۶؍ ماہ تبلیغ (فروری) ۱۳۵۳ہش کو پشاور میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ نمازِ جنازہ مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے پڑھائی [illegible] تدفین عمل میں آئی۔ ان کے لئے دُعائے مغفرت وبلندیٔ درجات اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی توفیق پانے کی دُعا فرمادیں۔
خاکسار مرزا منور احمد درویش آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

(۲) میری دادی جان سیدہ اُمّ سلمہ زوجہ مرحوم مولوی سید حسام الدین صاحب سابق امیر جماعت سونگھڑہ کا انتقال بمقام [illegible] بروز اتوار [illegible] کی شام ہوگیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ تمام بزرگانِ سلسلہ اور احباب [illegible] مرحومہ کا دُعائے مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سید [illegible] احمد۔

محترم سیّد اختر احمد صاحب اورینوی کی معجزانہ صحت یابی!

بقیہ صفحہ (۱۲)

ایک نرس کی غلطی سے چار سال کا چُھپا ہوا انتہائی تکلیف دہ مرض پکڑا گیا۔ اور میرے آقا نے ٹی۔ بی کی دواؤں سے اپنے اختر کے اسپزم کو بالکل اچھا کر دیا ہے۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ۔ الحمد للّٰہ کہ اختر صاحب کو سولہ دنوں سے اسپزم کی ذرا بھی تکلیف نہیں ہے مگر وہ بے حد کمزوری محسوس کرتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ بھوک کافی ہے۔ کھانا اچھی طرح سے کھا رہے ہیں۔ رفتہ رفتہ کمزوری بھی پہلے سے دُور ہوتی جا رہی ہے۔ میرے محترم حضور! میرے اس خط کو مسجد میں پڑھ کر سُنا دیں تاکہ میرے سارے عزیز ومحترم بھائیوں اور بہنوں کو خبر مل جائے کہ میرے ربّ اعلیٰ نے اپنے پیارے خلیفۃ المسیح الثالث کی بے تابانہ دُعاؤں کو قبول فرما کر اور اپنے پیارے درویشوں کی دردمندانہ دُعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا کر کے اپنے غلام، اختر کو معجزانہ طور پر اچانک اچھا کر دیا ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ اب آپ لوگوں کی خدمت میں یہ التجا کر رہی ہوں کہ میرے رحیم وکریم آقا کے حضور بڑے دردمندانہ طور پر یہ دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اختر کو جلد سے جلد شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے اور اسلام کی خدمتیں کرنے والی اور اسلام کی شوکتیں دیکھنے والی لمبی سے لمبی زندگی عطا فرمائے آمین یا ربّ العالمین۔ سارے درویش بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں السلام علیکم اور درخواستِ دُعا۔ وَالسَّلَام

کنیز: شکیلہ اختر پٹنہ۔

انتخاب عہدیداران اور بقایا دار احباب

عنقریب جماعتوں کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آنے والا ہے۔ قواعدِ انتخاب کے مطابق مرکزی چندوں کا کوئی بھی بقایا دار انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتا۔

انتخابات کے منتظمین اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ کسی بقایا دار کو (جس کے ذمہ چھ ماہ کا چندہ باقی ہو) انتخاب میں ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

خط وکتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

(مینجر بدر)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲
کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی سٹریپ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔
AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.
فون نمبر:- 34-8407

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید وفروخت اور تبادلہ کیلئے AUTOWINGS کی خدمات حاصل فرمائیے!!
آٹو ونگس
AUTOWINGS
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY.
MADRAS - 600004.
TELEPHONE NO. 76360

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں
کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔
پتہ نوٹ فرمالیں:-
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS
16 MANGOE LANE
CALCUTTA-1
ٹیلیفون: دکان [illegible] رہائش [illegible]
تار کا پتہ: AUTOCE[illegible]

Phone. 35 Registered with ... [illegible] of news papers for India at No. R. N. 61/57 Regd. No. P/G.D.P 3

Sirat-un-Nabi Number

The Weekly BADR Qadian

Editer— Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub. Editer— Jawaid Iqbal Akhtar

Vol. 23 4th April, 1974 No. 14

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت

از زبانِ فیض ترجمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اُس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

زُعم میں اُن کے مسیحائی کا دعوےٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

کافر و مُلحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

نُور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دِل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

نقشِ ہستی تری اُلفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری راہ میں اُڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالَم دیکھا
خُم کا خُم منہہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چھُو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی!
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دِل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دِل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اَے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے